مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان کا ترجمان

ہفت روزہ ختمِ نبوت کراچی

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

جو شخص دنیا میں دو رویہ ہو کہ اس کے منہ پر اس کی بات کہہ دی اور اس کے منہ پر اس کی، قیامت کے دن اس کی آگ کی زبان ہوگی (دارمی)

جلد نمبر ۳

۸ تا ۱۴ محرم ۱۴۰۵ھ مطابق ۵ تا ۱۱ اکتوبر ۱۹۸۴ء

شمارہ نمبر ۱۶

خصائل نبوی

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے سونے کا ذکر

حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا صاحب سہارنپوری مہاجر مدنی رہ

۳ حدثنا قتیبۃ بن سعید حدثنا المفضل بن فضالۃ عن عقیل اراہ عن الزھری عن عروۃ عن عائشۃ قالت کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا اوی الی فراشہ کل لیلۃ جمع کفیہ فنفث فیھما وقرأ قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ وَقُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ وَ قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ ثم مسح بھما ما استطاع من جسدہٖ یبدأ بھما رأسہ ووجھہ و ما اقبل من جسدہ یصنع ذلک ثلث مرّاتٍ۔

۳ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالٰی عنہا کہتی ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم ہر شب جب بستر پر لیٹتے تھے تو دونوں ہاتھوں کو دعا مانگنے کی طرح ملا کر ان پر دم فرماتے اور سورۂ اخلاص اور معوذتین پڑھ کر تمام بدن پر سر سے پاؤں تک جہاں جہاں ہاتھ جاتا ہاتھ پھیر لیا کرتے تھے تین مرتبہ ایسے ہی کرتے سر سے ابتداء کرتے پھر منہ اور بدن کا اگلا حصہ پھر بقیہ بدن پر۔

فائدہ ۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سونے کے وقت مختلف دعائیں پڑھنا بھی ثابت ہے اور کلام اللہ کی مختلف سورتیں پڑھنا بھی ثابت ہے ایک حدیث میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد بھی نقل کیا گیا ہے کہ جو شخص قرآن پاک کی کوئی سورت سوتے ہوئے پڑھے اللہ کی طرف سے ایک فرشتہ محافظ اس کے لیے مقرر ہو جاتا ہے جو جاگنے کے وقت تک اس کی حفاظت کرتا رہتا ہے ۔ خود حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے تین سورتوں کا پڑھنا حدیث بالا میں وارد ہے ان کے علاوہ مسبحات یعنی ان سورتوں کا پڑھنا جو سبح یسبح سبحان سبح سے شروع ہوتی ہیں وارد ہے ۔ الٓمٓ سجدۃ اور تبارک الذی کا ہمیشہ پڑھنا وارد ہے ۔ نیز آیۃ الکرسی اور سورۂ بقرہ کی آخری دو آیتوں کا پڑھنا بھی وارد ہے ۔ ایک صحابی کہتے ہیں کہ مجھے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ سوتے ہوئے ہمیشہ قل یاایھا الکفرون پڑھ کر سویا کرو ان کے علاوہ بہت سی دعائیں پڑھنا بھی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے (فتح الباری)

۴ حدثنا محمد بن بشار حدثنا عبد الرحمٰن بن مھدی حدثنا سفیان عن سلمۃ بن کھیل عن کریب عن ابن عباس ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نام حتی نفخ وکان اذا نام نفخ فاتاہ بلال فاذنہ بالصلٰوۃ فقام وصلی ولم یتوضأ وفی الحدیث قصۃ ۔

۴ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہ کہتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم ایک مرتبہ سوئے اور خراٹے لینے لگے ۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ عادت شریفہ تھی کہ جب سوتے تو خراٹے لیتے تھے ۔ پس حضرت بلال رضی اللہ تعالٰی عنہ نے آکر تیاری نماز کی اطلاع دی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے گئے اور نماز پڑھائی اور وضو نہیں کی ۔ اس حدیث میں ایک قصہ بھی ہے ۔

فائدہ ۔ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی یہ خصوصیت ہے کہ ان

باقی صفحہ ۲۰ پر ملاحظہ فرمائیں

مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان کا ترجمان

ختم نبوت

جلد نمبر

شمارہ نمبر

فہرست

۱۔ خصائل نبوی ﷺ
حضرت شیخ الحدیث — ۲

۲۔ ابتدائیہ
مولانا محمد یوسف لدھیانوی — ۵

۳۔ اسٹیٹ لائف میں دھاندلیاں
جسارت رپورٹ — ۶

۴۔ قادیانی نبی اور برطانوی نجومی
مولانا تاج محمد فقیر والی — ۷

۵۔ حضرت عمر فاروق رضؓ اور اجتہاد
مولانا خالد محمود صاحب — ۱۰

زیر سرپرستی

حضرت مولانا خان محمد صاحب
دامت برکاتہم سجادہ نشین
خانقاہ سراجیہ کندیاں شریف

فی پرچہ

دو روپیہ

فون نمبر

۷۱۱۶۷۱

بدل اشتراک

سالانہ ــــ ۷۰ روپے
ششماہی ــــ ۴۰ روپے
سہ ماہی ــــ ۲۰ روپے

مدیر مسئول

عبدالرحمٰن یعقوب باوا

مجلس ادارت

مفتی احمد الرحمٰن
مولانا محمد یوسف لدھیانوی
ڈاکٹر عبدالرزاق سکندر
مولانا بدیع الزمان
مولانا منظور احمد الحسینی

شعبۂ کتابت

محمد عبدالستار واحدی

رابطہ دفتر

مجلس تحفظ ختم نبوت
جامع مسجد باب الرحمت ٹرسٹ
پرانی نمائش ایم اے جناح روڈ کراچی ۳

بدل اشتراک

برائے غیر ممالک بذریعہ رجسٹرڈ ڈاک

سعودی عرب	۲۱۰ روپے
کویت، اومان، شارجہ، دوبئی، اردن اور شام	۲۳۵ روپے
یورپ	۲۹۵ روپے
آسٹریلیا، امریکہ، کنیڈا	۲۷۰ روپے
افریقہ	۳۱۰ روپے
افغانستان، ہندوستان	۱۶۵ روپے

ناشر

عبدالرحمٰن یعقوب باوا
طابع: کلیم الحسن نقوی انجمن پریس کراچی
مقام اشاعت: ۲۰/A ساؤتھ مینشن
ایم اے جناح روڈ۔ کراچی۔

Adarts CAR-2/84

ابتدائیہ

فتح وکامرانی کا معیار

وطن عزیز کو ان دنوں جن خطرات و مشکلات کا سامنا ہے وہ اہلِ نظر سے پوشیدہ نہیں۔ افغانستان کی کٹھ پتلی حکومت کی جانب سے پاکستانی سرحدوں کی مسلسل خلاف ورزی ہو رہی ہے، افغانی بمبار طیارے وقتاً فوقتاً پاکستانی علاقے میں گھس کر آگ برسا جاتے ہیں۔ روس کی جانب سے نہ صرف پاکستان کو خفی وجلی انداز میں دھمکیاں دی جارہی ہیں بلکہ پاکستانی سرحد پر روسی افواج کی بڑی تعداد جمع ہے۔ ادھر بھارت نے پاکستان کے خلاف جارحیت جس کے مزاج میں داخل ہے اپنی مسلح افواج پاکستانی سرحد پر لگا رکھی ہیں۔ اور کشمیر سرحد پر تجرباتی فائرنگ کرکے پاکستان کو مشتعل کرنے میں مصروف ہے۔ اسی کے ساتھ پاکستان کی پُرامن ایٹمی تنصیبات کو تباہ کرنے کے منصوبے سوچے جارہے ہیں۔ ان تمام اشتعال انگیز حالات وواقعات کے باوجود پاکستان کی طرف سے جس صبر وتحمل، امن پسندی وعاقبت اندیشی کا مظاہرہ کیا گیا اس کی جتنی بھی تعریف کی جائے کم ہے۔ لیکن صبر وتحمل کے معنیٰ بزدلی اور غفلت کوشی کے نہیں ہیں۔ خدا تعالیٰ کے فضل وکرم سے پاکستان کے دفاعی ادارے اپنی ذمہ داریوں سے باخبر اور پیش آمدہ حالات سے نمٹنے کی صلاحیت رکھتے ہیں۔ ہمیں امید ہے کہ ان کا عمل اس ارشادِ نبوی[1] پر ہوگا لا تتمنوا لقاء العدو فاذا لقیتم فاثبتوا ۔ دشمن سے مقابلے کی تمنا نہ کرو۔ لیکن جب مقابلہ آن پڑے تو میدان میں ڈٹ جاؤ۔"

ایسے نازک حالات میں ایک مسلمان کی حیثیت سے ہمارا سب سے پہلا فریضہ یہ ہے کہ قرآن کریم کی ہدایات کو اپنا لائحہ عمل بنائیں۔ خدا ورسول کی اطاعت کو لازم پکڑیں، ذکرِ الٰہی کی طرف متوجہ ہوں، اور تمام اختلافات ونزاعات کو فراموش کرکے سیسہ پلائی ہوئی دیوار بن جائیں۔

قرآنِ کریم میں ارشاد ہے:۔

یاایھا الذین اٰمنوا اذا لقیتم فئۃً فاثبتوا واذکروا اللہ کثیرًا لعلکم تفلحون۔

اے ایمان والو! جب تم کو کسی جماعت سے مقابلہ کا اتفاق ہوا کرے تو ثابت قدم رہو، اور اللہ کا خوب کثرت سے ذکر

---

[1] متفق علیہ من حدیث ابی ہریرۃ رض ومن حدیث عبداللہ بن ابی اوفیٰ رض کما فی جامع الاصول (۲ - ۵۶۸ - ۵۶۹)

باقی صـ ۲۲ پر

اسٹیٹ لائف میں دھاندلیاں

جسارت رپورٹ

گذشتہ دنوں ہم نے اپنے رسالہ ختم نبوت میں اسٹیٹ لائف انشورنس کارپوریشن میں قادیانیوں کی دھاندلیوں اور چیرہ دستیوں کے بارے تفصیلات شائع کی تھیں۔ درج ذیل مضمون (جو روزنامہ جسارت نے شائع کیا تھا) میں بھی کارپوریشن میں دھاندلیوں کی نشاندہی کی گئی ہے۔ اس مضمون میں موجودہ دھاندلیوں کی اگر تحقیقات کی جائے تو ہمیں یقین ہے کہ پس پردہ وہی چہرے سامنے آئیں گے۔ جن کی ہم اپنے رسالے میں نشاندہی کر چکے ہیں۔ (مدیر)

اسٹیٹ لائف انشورنس کارپوریشن نے حال ہی میں اپنی سالانہ رپورٹ برائے سال ۱۹۸۳ء شائع کی ہے۔ کارپوریشن نے اپنی رپورٹ کے ذریعہ اس بات کی بھرپور کوشش کی ہے کہ لوگوں کو اس کی ترقی اور پھیلاؤ کے بارے میں بتایا جائے۔ کارپوریشن کی موجودہ سالانہ رپورٹ کی تیاری پر اکاؤنٹس کے شعبہ کو ۵۰ ہزار روپے بطور انعام تقسیم کئے گئے ہیں۔ جبکہ ۱۵ ہزار روپے کا انعام جنرل منیجر بجٹ اکاؤنٹس کو بھی دیا گیا ہے انعام واکرام کی یہ بارش حقائق چھپانے اور کارپوریشن کی اندرونی صورت حال کو پوشیدہ رکھنے کے لئے کی گئی ہے۔

کارپوریشن کی اس رپورٹ کا تجزیہ اس کے اعداد و شمار کی روشنی میں بخوبی کیا جا سکتا ہے۔ لائف انشورنس کا کاروبار ۱۹۷۲ء میں مندرجہ ذیل مقاصد کے تحت قومیایا گیا تھا۔

۱۔ لائف انشورنس کا کاروبار ٹھوس بنیادوں پر مستحکم کیا جائے

۲۔ بیمہ داروں کو مؤثر خدمات فراہم کی جائیں۔

۳۔ اخراجات کم کئے جائیں اور بیمہ داروں کو زیادہ سے زیادہ فائدہ پہنچایا جائے۔

آیئے ۱۹۸۳ء کی رپورٹ کے اعداد و شمار کا مقابلہ ۷۴ء کے اعداد و شمار سے کرتے ہیں۔

۱۔ ۳۱ دسمبر ۷۴ء کو پاکستان میں موجودہ بیمہ پالیسیوں کی تعداد ۳ لاکھ ۶۹ ہزار ۸۸۳ تھی۔

۲۔ ۳۱ دسمبر ۷۴ء کو بیرون ملک بیمہ پالیسیوں کی تعداد ۲۸۷ تھی۔

۳۔ ۳۱ دسمبر ۷۴ء کو گروپ انشورنس کی بیمہ پالیسیوں کی تعداد دو ہزار ۲۷ تھی۔

کارپوریشن نے نمبر۲ اور نمبر۳ کے اعداد و شمار رپورٹ میں علیحدہ علیحدہ شائع نہیں کئے۔ بلکہ انہیں جمع کر کے شائع کیا ہے۔ اور یوں مجموعی اعداد دیئے گئے ہیں۔ کہ ۱۹۸۲ء کے اختتام پر پالیسیوں کی تعداد ۴ لاکھ ۳۷ ہزار ۴۳۶ تھی۔ جو ۱۹۸۳ء میں بڑھ کر ۴ لاکھ ۸۹ ہزار ۳۶۶ ہو گئی۔ اس طرح آپ اندازہ کر سکتے ہیں کہ کارپوریشن نے اپنے دس سال کے دوران ایک لاکھ ۱۹ ہزار ۴۸۳ پالیسیوں کا اضافہ کیا۔ اگر کارپوریشن اپنے کاروبار میں ۲۵ ہزار پالیسی کا سالانہ اضافہ کرتی۔ تو یہ تعداد چھ لاکھ ۱۹ ہزار ۸ سو ۳۸ ہوتی۔

اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ کارپوریشن کا سرمایہ کس طرح ضائع ہو رہا ہے۔ ہر سال کروڑوں روپے کے کلیم ادا کئے جاتے ہیں۔ اور پالیسیوں کی

باقی ص ۲۱

قادیانی نبی اور برطانوی نجومی

حضرت مولانا تاج محمد مدرس قاسم العلوم فقیروالی

مسلمانوں اور قادیانیوں کے مابین جو مشہور مقدمہ جناب محمد اکبر خان صاحب ڈسٹرکٹ جج ضلع بہاولپور کی عدالت میں دائر تھا ۷؍ فروری ۱۹۳۵ء کو مسلمانوں کے حق میں اُس کا فیصلہ ہوا اس مُقدمہ میں نبی اور نبوت کی تعریف بھی زیر بحث آئی۔

محمد اکبر خان صاحب نے اپنے فیصلہ میں تحریر فرمایا کہ نبی اور مقام نبوت کی جو تعریف میں نے ایک رسالہ میں پڑھی ہے۔ میرے خیال میں اس سے بہتر اور تعریف نہیں ہو سکتی آگے تحریر فرماتے ہیں کہ صاحب مضمون لکھتے ہیں کہ:۔

"ہم نبوت کی حقیقت اور ماہیت کو تو نہیں جان سکتے۔ لیکن قرآن کریم نے مقام نبوت کا جو تصور پیش کیا ہے۔ وہ اس قدر عظیم اور بلند ہے کہ ساری کائنات اس کے سامنے جھکی ہوئی نظر آتی ہے۔ نبوت کا مقام اس قدر عظیم المرتبت ہے کہ اس کے تصور سے روح میں بالیدگی، نگاہوں میں بصیرت، ذہن میں جلاء۔ قلب میں روشنی۔ خون میں حرارت، بازوؤں میں قوت، ماحول میں درخشندگی، فضا میں تابندگی۔ اور کائنات کے ذرہ ذرہ میں زندگی کے آثار نمودار ہو جاتے ہیں۔ نبی کا پیغام انقلاب آفرین۔ دین و دنیا کی سرفرازیوں اور سربلندیوں کا امین ہوتا ہے۔ وہ مُردوں کی بستی میں صُورِ اسرافیل پھونک دیتا ہے۔ اس سے قوم کے عروقِ مفلوج میں پھر سے خونِ حیات رقص کرنے لگ جاتا ہے۔ وہ اپنی ملّت کو زمین کی پستیوں سے اٹھا کر آسمان کی بلندیوں تک پہنچا دیتا ہے، وہ اپنی ہوشربا تعلیم اور محیّر العقول عمل سے باطل کے تمام نظام ہائے کہنہ کی بنیادیں اکھیڑ کر آئین کائنات کو ضابطۂ خداوندی پر متشکل کر دیتا ہے۔ اس سے زندگی ایک نئی کروٹ لیتی ہے۔ آرزوئیں آنکھیں ملتی ہوئی اٹھتی ہیں ولولے جاگ پڑتے ہیں۔ ایمان کی حرارتیں دلوں میں سوز اور جگر میں گداز پیدا کرتی ہیں۔ رُوح کی مسرتوں کے چشمے ابلتے ہیں۔ قلب و جگر کی نورانیت کی سوتیں پھوٹتی ہیں، تازہ امیدوں کی کلیاں مہکتی ہیں۔ زندہ مقاصد کے غنچے چٹکتے ہیں۔ اور اس خوش بخت قوم کا صحن چمن دامان صد باغبان۔ وکف ہزار گلفروش کا فردوسی منظر پیش کرتا ہے۔ حکومتِ الٰہیہ کا قیام اس کا نصب العین اور قوانین خداوندی کا نفاذ اس کا منتہیٰ ہوتا ہے۔ جب اس کے ہاتھوں خدا کی بادشاہت کا تخت اجلال بچھتا ہے۔ تو باطل کی لہر۔ طاغوتی طاقت۔ پہاڑوں کی غاروں میں منہ چھپاتی پھرتی ہے۔ جور و استبداد کے قصرِ فلک بوس کے کنگورے سجدہ ریز ہو جاتے ہیں۔ طغیان و سرکشی کے آتشکدے ٹھنڈے پڑ جاتے ہیں۔ وہ اپنے ساتھیوں کی قدوسی جماعت کے ساتھ اعلائے کلمۃ الحق کے لئے باہر نکلتا ہے تو فتح و ظفر اس کا رکاب چومتی ہے۔ شوکت و حشمت اس کے جلو میں چلتی ہے۔ سرکش اور خود پرست قومیں اس کے خدائے واحد القہار کا کلمہ پڑھتی ہیں خدا اور اس کے فرشتے ان انقلاب آفرین ملکوتی کارناموں پر تحسین و تبریک کے پھولوں کی بارش کرتے ہیں۔"

مرزا غلام احمد قادیانی

اب ہمارے سامنے ایک کذاب مدعی نبوت مرزا غلام قادیانی

آتا ہے۔ جس کی ساری عمر انگریزوں جیسی ابلیسی سیاست کی حامل قوم کی غلامی کی تلقین و تاکید میں گذر جاتی ہے۔ جو ۲۳ برس تک اپنی باون کتب میں مدعی نبوت کو کاذب، کافر، لعنتی، مسیلمہ کذاب کا بھائی۔ اور دائرہ اسلام سے خارج قرار دیتا رہا۔ مرنے سے چند برس پیشتر ۱۹۰۱ء میں کھلم کھلا نبوت کا دعویٰ کرتا ہے۔ نبی اور نبوت کی تعریف گنتی کے چار الفاظ میں بیان کرتا ہے۔

(۱) اپنی کتاب "چشمۂ معرفت" کے صـ۱۸۰ پر لکھتا ہے:۔

"ایسا شخص جس کو بکثرت ایسی پیش گوئیاں
بذریعہ وحی دی جائیں۔ یعنی اس قدر کہ اس کے
زمانہ میں اس کی نظیر نہ ہو۔ اس کا نام ہم نبی
رکھتے ہیں۔ کیونکہ نبی اس کو کہتے ہیں جو خدا کے
الہام سے بکثرت آئندہ کی خبریں دے"

(۲) دوسری کتاب "ایک غلطی کا ازالہ" میں لکھتا ہے کہ:۔

"نبی ایک لفظ ہے جو عربی اور عبرانی زبان میں
مشترک ہے۔ یعنی عبرانی میں اس لفظ کو "نابی"
بھی کہتے ہیں۔ اور یہ لفظ "نابا" سے مشتق ہے
جس کے معنی ہیں خدا سے خبر پاکر پیشگوئی کرنا۔
.... پس میں جبکہ اس مدت تک
ڈیڑھ سو پیشگوئی کے قریب خدا کی طرف سے پاکر
بچشم خود دیکھ چکا ہوں۔ کہ صاف طور پر پوری
ہوگئیں۔ تو میں اپنی نسبت نبی یا رسول کے نام سے
کیونکر انکار کرسکتا ہوں"

مرزا غلام قادیانی بزعم خود اس وجہ سے نبی کہلانے کا مستحق ہے کہ اس نے کثرت سے پیشگوئیاں کیں۔ اور مرزا صاحب کے خیال کے مطابق وہ پوری ہوگئیں اور وہ اس وجہ سے نبی بن گیا۔ گویا نبی کا دنیا میں آکر سوائے پیشگوئیاں کرنے کے اور کوئی کام ہی نہیں۔ جس کو دوسرے الفاظ میں ہم یوں کہہ سکتے ہیں کہ گویا نبی بھی ایک بہت بڑا نجومی ہوتا ہے۔ اس سے زیادہ کچھ نہیں لہٰذا بقول مرزا غلام احمد اگر دنیا میں آکر نبی کا کام پیشگوئیاں کرنا ہی ہے تو نبوت کا قصہ پاک ہوگیا۔ اور نبوت ایک بے معنی چیز ہوکر رہ گئی۔

مرزا صاحب اربعین ع۳ میں لکھتے ہیں:۔

"مدعی کاذب کی پیشگوئی پوری نہیں ہوتی۔ یہی قرآن کی تعلیم ہے یہی تورات کی"

بطور نمونہ از خروارے مرزا صاحب کی چند پیشگوئیاں لیجئے

مرزا صاحب کی پیشگوئیاں

(۱)۔ مرزا صاحب نے ۲۰ر فروری ۱۸۸۶ء کو ایک اشتہار شائع کیا۔ اور الہامی طور پر پیشگوئی کی کہ ۲۰ر فروری ۱۸۸۶ء کے بعد بعض بابرکت عورتیں میرے نکاح میں آئیں گی۔ لیکن ۱۸۸۶ء کے بعد تادم مرگ مرزا صاحب کے نکاح میں ایک عورت بھی نہ آئی۔ پیشگوئی غلط ثابت ہوئی۔

(۲)۔ مرزا صاحب نے الہامی طور پر پیشگوئی کی کہ پیر منظور محمد کے گھر لڑکا پیدا ہوگا۔ جس کے نو نام ہونگے۔ لیکن لڑکے کی بجائے لڑکی پیدا ہوئی۔ جو مرزا صاحب کی رسوائی کا موجب بنی۔

(۳)۔ مرزا صاحب نے اپنی کتاب "تحفہ ندوہ" کے صـ۲ پر لکھا کہ:۔ "میرے لئے بھی اسی برس کی زندگی کی پیشگوئی ہے" لیکن مرزا صاحب ستر برس تک بھی نہ پہنچے۔ پیشگوئی غلط نکلی جو مرزائی امت کی ذلت و رسوائی کا باعث بنی۔

(۴)۔ مرزا صاحب کا ایک الہام "تذکرہ" طبع اول صـ۳۹ پر درج ہے "بِکْرٌ وَّ ثَیِّبٌ" یعنی مرزا نے کہا کہ میرے خدا نے مجھے بشارت دی ہے کہ دو عورتیں تیرے نکاح میں لاؤنگا۔ ایک کنواری ہوگی دوسری بیوہ۔ (کنواری کے ساتھ تو ۱۸۸۴ء میں شادی ہوگئی)۔ مرزا صاحب "تریاق القلوب" صـ۳ پر لکھتے ہیں کہ کنواری بیوی سے تو اولاد موجود ہے۔ "بیوہ کے الہام کی انتظار ہے" لیکن زندگی بھر مرزا صاحب کا کسی بیوہ سے نکاح نہ ہوسکا۔

(۵)۔ جنوری ۱۹۰۳ء کو جب مرزا صاحب کی بیوی حاملہ تھی تو آپ نے اپنی کتاب "مواہب الرحمٰن" کے صـ۱۳۹ پر لکھا کہ میرے چار لڑکے ہیں۔ اور اب پانچویں کی بشارت اللہ تعالیٰ نے دی ہے۔ لیکن لڑکے کی بجائے لڑکی پیدا ہوئی۔ مرزا صاحب رسوا ہوئے۔

(۶)۔ مرزا صاحب نے ۸ر اپریل ۱۹۰۵ء کو اشتہار دیا کہ میرے خدا نے مجھے خبر دی ہے کہ ایک قیامت خیز زلزلہ آئیگا۔ (تبلیغ رسالت جلد دہم صـ۹۰) ایک یوم بعد پھر لکھا کہ زلزلہ آئیگا۔ بیس یوم بعد پھر ۲۹ر اپریل ۱۹۰۵ء کو اشتہار دیا کہ قیامت خیز زلزلہ آئیگا۔

دس یوم بعد ۱۱ر مئی ۱۹۰۵ء کو گھر کا سامان لے کر اپنے باغ میں چلے گئے زلزلے کا انتظار کرتے کرتے تھک گئے۔ لیکن زلزلہ نہ آیا۔ اس کے نو ماہ بعد یکم مارچ ۱۹۰۶ء کو اشتہار دیا کہ قیامت خیز زلزلہ جلد آنے کو ہے۔ آٹھ روز بعد ۹ر مارچ ۱۹۰۶ء کو پھر اشتہار کے ذریعہ زلزلہ کی خبر دی۔ اس کے بائیس روز بعد ۳۱ر مارچ ۱۹۰۶ء کو ایک نظم کے ذریعہ پھر قیامت خیز زلزلہ کی اطلاع دی۔ براہین احمدیہ حصہ پنجم کے صفحہ ۹۱ پر لکھا کہ میں نے آئندہ زلزلہ کی نسبت جو پیش گوئی کی ہے وہ کوئی معمولی پیشگوئی نہیں ہے۔ اگر میری زندگی میں اس کا ظہور نہ ہوا تو میں خدا کی طرف سے نہیں۔ لیکن مرزا صاحب کی زندگی میں کوئی زلزلہ نہ آیا۔ پیش گوئی غلط نکلی۔ مرزا صاحب ذلیل و رسوا ہوئے

۷ر۔ امرتسر شہر میں مرزا صاحب نے ۵ر جون ۱۸۹۳ء کو پیشگوئی کی کہ پادری عبداللہ آتھم ۵ر ستمبر ۱۸۹۴ء تک پندرہ ماہ کے اندر اندر مرجائے گا۔ اگر پادری عبداللہ آتھم پندرہ ماہ کے اندر نہ مرے تو ① مجھے ذلیل کیا جائے ② میرا منہ کالا کیا جائے ③ میرے گلے میں رسہ ڈال کر مجھ کو پھانسی دی جائے۔ لیکن پادری آتھم مرزا صاحب کی پیشگوئی کے مطابق پندرہ ماہ کے اندر نہ مرا۔ تاریخ مقررہ پر عیسائیوں نے آتھم کا شاندار جلوس نکالا۔ جو مرزا صاحب کی انتہائی ذلت و رسوائی کا موجب بنا۔

انگلستان کا مشہور پیشین گو (نجومی)

اب ہم مرزا صاحب کے ہمعصر نجومی چیرو کی پیشگوئیوں کو لیتے ہیں۔ جو سب سچی نکلی تھیں۔ ایک طرف قادیان کا "مدعی نبوت" دوسری جانب انگلستان کا نجومی ہے۔

انگلستان کا مشہور پیشین گو جس کا اصلی نام کاؤنٹ لوئی ہیمن تھا۔ اس کا انتقال ۱۹۳۶ء میں ہوا۔ اس کی وفات پر پیغام ویکلی ۱۵ر دسمبر ۱۹۳۶ء صفحہ ۳ پر ایک مضمون بعنوان "چیرو کی پیش گوئیاں" شائع ہوا تھا۔ ہندوستان کے دوسرے رسائل کے علاوہ ماہنامہ شمس الاسلام بھیرہ ضلع سرگودہا نے ماہ جنوری ۱۹۳۷ء کی اشاعت میں اس مضمون کو ان الفاظ میں درج کیا۔

"ابھی چند ماہ گذرے ہیں کہ مشہور پیشین گو چیرو جس کا اصلی نام کاؤنٹ لوئی ہیمن تھا فوت ہوا ہے۔ اس کی موت کے واقعہ نے بہت سی اہم پیشگوئیاں از سرنو دنیا کے سامنے پیش کردی ہیں جو اس نے بعض برسرآوردہ شخصیتوں کے متعلق کی تھیں۔

یہ ایک حقیقت ہے کہ چیرو کی بہت سی پیشگوئیاں حرف بحرف سچی نکلیں۔ مگر یہ کسی کی سمجھ میں نہ آیا کہ اس پُراسرار ہستی نے یہ قدرت اور طاقت کیونکر حاصل کی تھی۔ بہرحال اس کی چند پیشگوئیوں کا تذکرہ قارئین کی ضیافت طبع کے لئے پیش کیا جاتا ہے

۱۔ چیرو نے پیشگوئی کی تھی کہ لارڈ کچنر کی موت پانی میں ڈوبنے سے ہوگی۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔

۲۔ چیرو نے پیش گوئی کی تھی کہ کنگ ایڈورڈ ہشتم اور مسز سمپسن کی محبت کے معاملات ان کی تاجپوشی کو خطرے میں ڈال دیں گے چنانچہ ایسا ہی ہوا۔

۳۔ چیرو نے پیشگوئی کی کہ اٹلی کا بادشاہ ہمبرٹ قتل ہوگا۔ یہ بالکل صحیح ثابت ہوا

۴۔ چیرو نے پیشگوئی کی کہ کنگ ایڈورڈ ہفتم کی عمر ۶۹ برس ہے بالکل اسی طرح ہوا۔

۵۔ جولائی ۱۹۰۲ء میں کنگ ایڈورڈ ہفتم سخت بیمار ہوئے اور زندگی خطرے میں تھی۔ ملکہ الگزنڈرا نے چیرو کو بلاکر دریافت کیا۔ تو اس نے کہا کہ بادشاہ صحت یاب ہوں گے اور ان کی تاجپوشی ۹ر اگست کو ہوگی۔ بالکل ایسا ہی ہوا۔

۶۔ کنگ ایڈورڈ ہفتم جب پرنس آف ویلز تھے تو انہوں نے ایک دن چیرو کو اپنے کتب خانہ میں بلوایا۔ اور ایک شخص جس کا نام اور پتہ پوشیدہ رکھ لیا گیا۔ صرف تاریخ پیدائش چیرو کو دے کر اس کا مستقبل دریافت کیا گیا۔ چیرو نے جواب میں یہ الفاظ لکھ دیئے۔

"خواہ یہ کوئی شخص ہو، عمر بھر جنگ اور خونریزیوں کی دہشت میں مبتلا رہیگا اور آخرکار ۱۹۱۷ء میں موت کا شکار ہوگا"

یہ شخص زار روس تھا جس نے خود چیرو کو سینٹ پیٹرز برگ بلوایا اور اسی کے ہاتھ کا لکھا ہوا مذکورہ بالا پرچہ دکھلایا۔ چیرو نے کہا کہ جو پیش گوئی اس نے کی ہے صحیح ثابت ہوگی۔ زار نے اس کا شکریہ ادا کیا اور کہا کہ میں خوش ہوں کہ تم اپنے فیصلے پر اس طرح قائم رہتے ہو۔ چیرو نے جو کچھ کہا تھا بالکل سچ ثابت ہوا ۱۹۱۷ء کے انقلاب روس نے زار اور اس کی حکومت کا خاتمہ کردیا

۷۔ سینٹ پیٹرز برگ میں چیرو نے مشہور راہب راسپوٹن کے

(باقی صفحہ پر)

مولانا خالد محمود
جامعہ بنوریہ کراچی

حضرت فاروق اعظم رضؓ اور اجتہاد

جس طرح اللہ تعالیٰ نے انسان کی جسمانی غذا کا انتظام کیا اور کائنات کا سارا انتظام اسی کے لئے حرکت کر رہا ہے۔ اسی طرح انسان کی رُوح کی غذا کا بھی انتظام فرمادیا کہ اس روح کو جسم پر برتری حاصل ہے، اسی کی وجہ سے جسم کی قدر وقیمت ہے اور اس کے لئے ترسیلِ رُسُل اور نزولِ وحی کا سلسلہ قائم فرمایا۔

انبیاء و رسل مبعوث ہوتے رہے۔ اور ہدایتِ انسانی کا سامان بہم پہنچا کر انسانیت کی روحانی تشنگی دور کرتے رہے۔ یہ سلسلہ اسی طرح جاری رہا یہاں تک کہ حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت ہوئی۔ آپ نے سراجِ مُنیر بن کر اس ظلمت کدہ عالم کو بقعۂ نور بنا دیا۔ اور بھٹکی ہوئی انسانیت کو راہِ راست پر لا ڈالا۔

آپ سے پیشتر جو نبی و رسول آئے ان کی نبوت و رسالت کسی خاص قوم، خاص طبقے اور مخصوص وقت کے لئے محدود تھیں جب کہ آپ کی بعثت ہر زمان و مکان کو اپنے دائرہ عمل میں لئے ہوئے ہے، آپ کی نبوت دائمی ولازوال، اور ہر طبقہ و ہر نسل اور ہر ملک کے لئے ہے۔ آپ نے دنیا کے سامنے جامع اور مکمل دین پیش کیا۔ آپ کی تعلیمات صرف عبادات تک محدود نہیں تھیں بلکہ اس کے ساتھ ساتھ تدبیرِ منزل اور سیاستِ مدنیہ پر بھی مشتمل تھی۔ آپ کی تعلیم عقائد، عبادات، معاملات، اخلاقیات کی جامع ہے۔

آپ کو قرآنِ کریم کی صورت میں جامع و مانع قانون عطا کیا گیا۔ جو ہر دور اور ہر جگہ کے انسانوں کے لئے رہنما ہے۔ اس میں قواعد و اصول بیان کئے گئے ہیں تاکہ پیش آمدہ وقائع و معاملات کو حل کیا جا سکے اور انہی قواعد کی تفسیر و تشریح حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے قول و عمل سے بیان کی ہے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

وانزلنا الیک الذکر لتبین للناس ما نزل الیھم ولعلھم یتفکرون (نحل ۴۴)

اور ہم نے آپ پر ذکر (قرآن) نازل کیا تاکہ آپ لوگوں کو اس کے نازل شدہ احکام بتا دیں اور شاید وہ غور و فکر کرنے لگیں۔

اور جب صحابہ کرامؓ کو کوئی واقعہ پیش آتا تو وہ براہِ راست نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ گرامی کی طرف رجوع کرتے اور اس سلسلہ میں آپ یا تو آیاتِ قرآنیہ سے جواب دیتے یا کوئی حدیث ارشاد فرماتے۔ اور کبھی عملی طور پر بذاتِ خود کوئی کام کر کے دکھاتے۔

اس حقیقت کے باوجود کہ تشریع کے بنیادی اصول کتاب و سنت ہیں۔ اسمیں شبہ نہیں کیا جا سکتا کہ آپ کو اجتہاد کی اجازت تھی۔ بلکہ متعدد مواقع پر آپ سے عملی طور پر اجتہاد واقع ہوا ہے ان میں سے چند اجتہادات نمونے کے طور پر پیش کئے جاتے ہیں۔ اور بعض پر تو قرآن بھی شاہد و گواہ ہے۔

۱۔ غزوۂ بدر کے قیدیوں کا مسئلہ آیا تو آپ نے صحابہ کرام سے مشورہ طلب کیا۔ حضرتِ عمرؓ کی رائے تھی کہ ان سب کو قتل کر دیا جائے۔ جبکہ حضرت ابوبکرؓ کی رائے تھی کہ ان سے جزیہ لے کر چھوڑ دیا جائے۔ آپؐ نے اپنے اجتہاد سے کام لیتے ہوئے حضرت ابوبکر صدیقؓ کی رائے کو ترجیح دیتے ہوئے قیدیوں سے فدیہ لے کر چھوڑ دیا۔ اس پر سورۃ انفال کی آیت نازل ہوئی

اور اس رائے کو ناپسند کیا گیا۔ اس پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر عذاب الٰہی نازل ہوتا تو عمرؓ کے سوا کوئی نہ بچتا۔

(تفسیر ابن کثیر ج ۲ صفحہ ۳۲۶)

۲۔ غزوۂ تبوک کے موقعہ پر عذر کرنے والے منافقین کو آپؐ نے اپنے اجتہاد سے اجازت دے دی تھی۔ اس پر سورۃ توبہ کی آیت نازل ہوئی۔

عَفَا اللّٰهُ عَنْكَ لِمَ اَذِنْتَ لَهُمْ — اللہ نے آپ کو معاف کر دیا
حَتّٰى يَتَبَيَّنَ لَكَ الَّذِيْنَ صَدَقُوْا — آپ نے ان کو کیوں اجازت
وَتَعْلَمَ الْكٰذِبِيْنَ ٥ توبہ — دیدی۔ یہاں تک کہ آپ کے سامنے سچے لوگ ظاہر ہو جاتے۔ اور جھوٹوں کا علم ہو جاتا۔

۳۔ غزوۂ خیبر کے موقعہ پر چولہوں پر ہانڈیاں چڑھی ہوئی دیکھ کر آپ نے دریافت فرمایا کہ ان میں کیا پک رہا ہے' عرض کیا گیا "گدھوں کا گوشت" آپ نے فرمایا اللہ تعالٰی نے ان کا گوشت حرام کر دیا ہے، ان ہانڈیوں میں جو کچھ ہے۔ اسے پھینک دو اور ان ہانڈیوں کو توڑ دو۔ اس پر کسی نے عرض کیا یا رسول اللہ ایسا نہ کریں کہ گوشت گرا دیں اور ان ہانڈیوں کو دھولیں آپؐ نے فرمایا "چلو ایسا ہی کرلو"، تو یہ بھی آپ کا اجتہاد تھا کہ پہلے سختی سے فرمایا کہ ہانڈیوں کو بھی توڑ دو۔ اور جب دیکھا کہ انہوں نے سر تسلیم خم کر دیا ہے اور ہانڈیوں کا توڑنا ان کے لئے مفید نہ ہوگا۔ تو ارشاد فرمایا کہ دھولو۔

(نشأۃ الفقہ الاجتہادی)

آپؐ کے اجتہادات کی بعض مثالیں ایسی ملتی ہیں جن میں قیاس پر اعتماد کرتے ہوئے اصول شرعیہ کی حیثیت سے اس کا اعتبار کیا ہے۔ مثلاً۔

۱۔ ایک عورت حاضر خدمت ہوئی اور عرض کیا یا رسول اللہ۔ میرا باپ بوڑھا ہو چکا ہے سواری پر بیٹھنے کی طاقت نہیں رکھتا اور اس پر حج فرض ہو چکا ہے کیا میں اس کی طرف سے حج کروں؟ آپ نے فرمایا اگر تمہارے باپ کے ذمہ کسی کا قرض ہوتا تو اُسے ادا کرتی؟ - عرض کیا جی ہاں" آپ نے ارشاد فرمایا تو اللہ تعالٰی کا قرض زیادہ حق رکھتا ہے کہ اسے ادا کیا جائے۔ (ترمذی ج ۱ صفحہ ۱۰۵)

۲۔ ایک مرتبہ یہ واقعہ پیش آیا کہ ایک شخص کی بیوی کے بطن سے بچہ پیدا ہوا۔ اور اس نے صرف اس وجہ سے کہ بچہ کا رنگ کالا ہے جبکہ میرا رنگ ایسا نہیں ہے بچہ کا انکار کر دیا۔ آپؐ نے دریافت فرمایا کہ "وہ کیا تمہارے سُرخ اونٹوں میں کوئی خاکستری رنگ کا اونٹ بھی ہے؟ اس نے کہا "جی ہاں" آپ نے دریافت فرمایا وہ کہاں سے آیا۔؟ عرض کیا شاید کسی خاندانی رگ کا اثر ہوگا آپؐ نے فرمایا کہ ہو سکتا ہے اس میں بھی خاندانی رگ کا اثر ہو"

(متفق علیہ، مشکوٰۃ صفحہ ۲۸۶)

کبھی آپؐ کے اجتہادات انتظامی امور سے متعلق ہوتے تھے

۱۔ ایک مرتبہ ایک شخص نے خدمت میں حاضر ہو کر شکایت کی کہ میرا پڑوسی مجھے ایذاء دیتا ہے آپ نے فرمایا جاؤ اپنا سامان راستہ پر لاکر ڈالدو۔ اس نے ایسا ہی کیا۔ تو لوگ جمع ہو گئے اور ماجرا دریافت کیا اس نے بتایا کہ میرا پڑوسی مجھے تکلیف پہنچاتا ہے۔ لوگوں نے یہ سُن کر اس کے پڑوسی کو بد دعائیں دینی شروع کر دیں۔ یہ دیکھ کر اس کا پڑوسی آیا اور ہاتھ جوڑ کر معافی مانگتے ہوئے کہا کہ گھر چلو۔ خدا کی قسم آئندہ کوئی تکلیف نہیں دونگا۔ (نشأۃ الفقہ الاجتہادی)

۲۔ جب آپؐ نے اہل خیبر کا محاصرہ کیا اور ان کی زمینوں اور باغات پر آپؐ کا تسلط ہو گیا تو وہ صلح پر راضی ہو گئے اور شرط پیش کی کہ جتنا سامان اونٹوں پر لادا جا سکے اس کے لیجانے کی اجازت دی جائے باقی سب مسلمانوں کا ہوگا۔ اور کسی چیز کو چھپایا نہ جائے گا۔ بصورت دیگر مُسلمان معاہدہ کے پابند نہ ہوں گے۔ لیکن انہوں نے معاہدہ کی خلاف ورزی کرتے ہوئے حیی بن اخطب کی تھیلی چھپالی۔ جس میں بہت سے زیورات اور بہت سامال تھا آپؐ نے حیی کے چچا سے فرمایا وہ "تھیلی کہاں ہے"، کہنے لگا وہ تو اخراجات اور جنگوں میں کام آگئی۔ آپؐ نے یہ جواب تسلیم نہیں کیا اور فرمایا معاہدہ ابھی تازہ ہے مال اس سے بھی زیادہ نکلے گا۔ پھر زبیرؓ کے حوالے فرمایا۔ انہوں نے اسے سزا دی تو اس نے اعتراف کیا۔ اور اس جگہ کی نشاندہی کی جہاں اسے چھپایا تھا۔ (نشأۃ الفقہ الاجتہادی)

صرف آپؐ نے ہی اجتہاد نہیں کیا بلکہ آپؐ کے عہد مبارک میں بعض صحابہ کرام جو وقت پر آپ سے رجوع نہ کر سکے انہوں نے بھی اجتہاد کیا اور بعد میں آپؐ سے پوچھ بھی لیا آپؐ نے اجتہاد کرنے پر کوئی ناراضگی نہیں فرمائی بلکہ مسئلہ کی تصویب

یا اصلاح فرمائی اور صحابہ کرام کو اس اجتہاد کی ترغیب بھی دی۔ اس کی چند مثالیں ذکر کی جاتی ہیں۔

(۱) دو صحابی رفیق سفر تھے، نماز کا وقت آگیا پانی موجود نہیں تھا۔ تیمم کرکے نماز پڑھ لی۔ اتفاق کی بات کہ وقت ابھی باقی تھا اور پانی مل گیا۔ ایک صحابی نے وضو کرکے نماز لوٹالی۔ اور دوسرے صحابی نے اعادہ نہیں کیا۔ سفر سے واپسی پر آپؐ کی خدمت میں واقعہ پیش کیا۔ آپؐ نے دونوں کی تصویب فرمائی۔ اعادہ نہ کرنے والے سے کہا "تو نے سنت پر عمل کیا" اور دوسرے سے کہا کہ تجھے دوگنا اجر ملے گا۔ (ابوداؤد)

تو یہاں دونوں صحابیوں نے اجتہاد کیا۔ مگر ایک نے احتیاط کا پہلو اختیار کیا تو اسے دگنے اجر کا مستحق قرار دیا۔ اور دوسرے نے اصل حکم پر عمل کیا اس لئے اس کی نماز کافی ہوگئی۔

(۲) صحابہ کرامؓ کی ایک جماعت (جن میں حضرت عمرؓ اور حضرت عمارؓ بھی تھے) سفر پہ تھی۔ ان دونوں حضرات کو غسل کی ضرورت پیش آئی پانی موجود نہیں تھا۔ ان حضرات کو یہ تو معلوم تھا کہ پانی نہ ہونے کی صورت میں وضو کی جگہ تیمم کیا جا سکتا ہے۔ مگر یہ معلوم نہیں تھا کہ غسل کی جگہ تیمم بھی ہو سکتا ہے یا نہیں اور اس کا طریقہ کیا ہوگا۔ حضرت عمارؓ نے وضو پر قیاس کرتے ہوئے تیمم کیا اور مٹی میں سارا بدن لت پت کر لیا۔ کیونکہ غسل میں تمام بدن پہ پانی بہانا ضروری ہوتا ہے۔ مگر حضرت عمرؓ نے اجتہاد کیا کہ یہ تیمم کا حکم تو صرف وضو کے لئے ہے غسل کے لئے کافی نہیں ہو سکتا۔ اس لئے نماز مؤخر کر دی۔ بعد میں جب آپؐ کی خدمت میں واقعہ پیش کیا گیا تو آپ نے دونوں حضرات کی اصلاح فرمائی۔ حضرت عمارؓ کو تیمم کے معروف طریقے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا کہ یہی کافی ہے اور حضرت عمرؓ سے فرمایا کہ تیمم غسل کے لئے بھی کافی ہو جاتا ہے۔ (شرح معانی الآثار ج ۱ ص ۶۸)

(۳) جب غزوہ احزاب سے فارغ ہونے کے بعد بنو قریظہ پر چڑھائی کا حکم ہوا۔ تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام سے فرمایا "بنو قریظہ پہنچنے سے پہلے کوئی عصر نہ پڑھے" راستہ میں ہی عصر کا وقت ہو گیا۔ اب صحابہ کرام کے دو گروہ بن گئے ایک کہتا تھا کہ آپ کا مقصد تھا کہ بنو قریظہ جلدی نماز عصر سے پہلے پہنچ جانا چاہئے۔ اب نماز کا وقت ہو گیا ہے تو تاخیر کرنے کی کوئی وجہ نہیں اور دوسرے گروہ کا موقف تھا کہ جیسا آپ نے فرمایا ہے ویسا ہی کرنا چاہئے۔ اور بنو قریظہ جا کر نماز پڑھنی چاہئے۔ ایک گروہ نے راستہ میں نماز پڑھ لی دوسرے نے نہیں پڑھی۔ جب آپ کو اطلاع ہوئی تو آپ نے کسی پر نکیر نہیں فرمائی۔ (نشأة الفقہ الاجتہادی واطوارہ)

(۴) جب آپ نے حضرت معاذ بن جبلؓ کو یمن کا گورنر بنا کر بھیجا۔ تو دریافت فرمایا اگر کوئی مقدمہ آئے تو کیسے فیصلہ کرو گے کہا اللہ کی کتاب سے، فرمایا اس میں نہ ملے؟ عرض کیا سنت رسول اللہ سے، فرمایا اگر اس میں بھی نہ پاؤ؟ کہا اپنی رائے سے اجتہاد کرونگا۔ اور اس میں کوتاہی نہیں کروں گا۔ اس پر آپ نے حضرت معاذؓ کے سینے پر ہاتھ رکھ کر فرمایا اللہ کا شکر ہے کہ اس نے اپنے رسول کے فرستادہ کو ایسے امر کی توفیق عطا فرمائی جو اس کے نزدیک پسندیدہ ہے۔" رواہ الترمذی، ابوداؤد جلد ۲ ص ۱۴۹، مشکوٰۃ ص ۳۲۴

لیکن یہ بات مسلّم ہے کہ آپؐ کے زمانہ میں اجتہاد بہت کم کیا جاتا تھا۔ مگر خلفائے راشدینؓ کے زمانہ میں اسلام جزیرہ عرب سے نکل کر دور دراز علاقوں تک پھیل گیا۔ اور مسلمانوں کی فتوحات کا سلسلہ اس وجہ وسیع ہوا کہ عراق، مصر، شام، جیسے متمدن علاقوں پر اسلام کا پھریرا لہرانے لگا۔ اور چونکہ ہر شہر والوں کی اپنی تہذیب اپنا تمدن، اپنے اخلاق تھے۔ جو عرب سے قدرے مختلف تھے۔ جس کی وجہ سے معاملات کی نئی نئی صورتیں سامنے آنے لگیں اور بہت سے ایسے مسائل پیش آئے جن کی قرآن و حدیث میں صراحت نہیں تھی۔ تو ان مسائل سے احسن طریقے سے عہدہ برآ ہونے کے لئے فکر و اجتہاد میں وسعت پیدا کرنے کی ضرورت پیش آئی اور فتوحات کا بہت بڑا حصہ چونکہ حضرت عمرؓ کے عہد خلافت میں ہوا تھا۔ اس لئے سب سے زیادہ آپ کو اس کا موقعہ ملا

اس کے علاوہ ایک وجہ یہ بھی تھی کہ حضرت عمرؓ ملہم من اللہ تھے۔ اور آپ کے دل میں حق بات خدا کی طرف سے ڈال دی جاتی تھی۔ یہی وجہ ہے کہ بہت سے مقامات پر آپ کی رائے کے موافق وحی الٰہی نازل ہوئی۔ (تذکرۃ الحفاظ ص ۶)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا "پہلی امتوں میں محدث (جن کے دل میں حق بات ڈال دی گئی ہو) ہوا کرتے تھے۔ میری امت میں اگر کوئی ہو سکتا ہے تو وہ عمر ہے"

(الفاروق)

ایک وجہ اس کی یہ بھی تھی کہ شروع سے آپ نے اس کی طرف توجہ دی۔ جب کوئی بات آپ کی سمجھ میں نہ آتی تو فوراً حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت فرماتے اور بعض مرتبہ تو کئی کئی بار دریافت کرتے، باقاعدہ مشکل مسائل لکھ کر اپنے پاس رکھتے ان پر غور و فکر فرماتے رہتے اور جو رائے ہوتی اسے بھی قلمبند فرماتے، (الفاروق صہ ۲۶)

ان تمام باتوں کی وجہ سے جب اجتہاد کا وقت آیا تو آپؓ نے خوب اجتہاد کیا۔ اگر بنظر غائر دیکھا جائے تو جو فقہ آجکل رائج ہیں ان سب کا مرجع حضرت عمرؓ ہی ہیں۔ شاہ ولی اللہؒ فرماتے ہیں "فقہ عمرؓ کے لئے مذاہب اربعہ ایسے ہیں جیسے متون کی شرح" (ازالۃ الخفاء ج۲ صہ ۸۵)

یعنی فقہ عمر متن ہے اور مذاہب اربعہ اس کی شروح ہیں۔ کیونکہ جو صحابہ اجتہاد و استنباط کے ساتھ معروف ہیں اور مسائل غیر منصوصہ میں اجتہاد و استنباط کے ذریعہ حکم بتاتے ہیں ان میں خلفائے راشدینؓ حضرت ابن مسعودؓ، حضرت ابن عمرؓ حضرت ابن عباسؓ، حضرت زید بن ثابتؓ حضرت معاذ بن جبلؓ حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ قابل ذکر ہیں۔ ان میں اکثر حضرت عمرؓ کے تربیت یافتہ ہیں۔ عبداللہ بن عمرؓ تو ان کے بیٹے ہیں حضرت ابن عباسؓ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے وقت بہت کم سن تھے، اس وجہ سے آپ کی تربیت حضرت عمرؓ نے فرمائی اور باقاعدہ بڑے صحابہ کرامؓ کے ساتھ انہیں مجلس میں بٹھاتے"

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ بھی آپ کی صحبت سے فیض یافتہ تھے اور آپ کے مذہب سے بہت کم مخالفت کیا کرتے یہاں تک کہ شعبی فرماتے ہیں کہ عبداللہ بن مسعودؓ فجر میں قنوت نہیں پڑھتے تھے۔ اگر حضرت عمرؓ پڑھا کرتے تو عبداللہ بن مسعودؓ ضرور پڑھتے، (نشاۃ الفقہ الاجتہادی و اطوارہ صہ ۵۴)

حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کے پاس بھی وقتاً فوقتاً ہدایات لکھ کر بھیجا کرتے تھے۔ چنانچہ اجتہاد کے بارے میں حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کو لکھا "خوب فہم و ادراک سے کام لو ان مسائل میں جو کتاب و سنت میں نہ ہونے کی وجہ سے تمہارے دل میں کھٹکیں۔ اور ان مسائل میں ہم شکل و ہم صورت واقعات دریافت کرو، پھر ان کی روشنی میں قیاس کرو اور ایسی رائے قائم کرو جو اللہ کے نزدیک پسندیدہ ہو اور تمہاری رائے میں حق سے قریب ہو۔ (ازالۃ الخفاء ج ۲ صہ ۸۶)

حضرت زید بن ثابت کے بارے میں شاہ ولی اللہ لکھتے ہیں کہ "زید بن ثابت بھی اکثر مسائل میں حضرت عمرؓ کے متبع تھے" (الفاروق صہ ۲۶۹)

اور شعبیؒ فرماتے ہیں کہ "تین صحابہ ہیں جو ایک دوسرے سے مسائل پوچھتے ہیں۔ عمرؓ، عبداللہ بن مسعودؓ، زید بن ثابت رضی اللہ عنہم (نشاۃ الفقہ الاجتہادی صہ ۶۵)

اور مذاہب اربعہ کو اگر دیکھا جائے تو عام طور پر یہی صحابہ ان کے مرجع ہیں۔ اس لئے مذاہب اربعہ کے اصل مرجع حضرت عمرؓ ہی ہوئے۔ آپ نے صرف جزئیات کا استنباط ہی نہیں کیا بلکہ اجتہاد و استنباط کے لئے اصول بھی وضع کئے۔

مجتہد کے سامنے استنباط کرتے وقت سب سے پہلے یہ مرحلہ پیش آتا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے جو اقوال و افعال منقول ہیں ان کا درجہ برابر ہے یا ان میں فرق ہے، اس مرحلہ کو حل فرماتے ہوئے حضرت عمرؓ نے ان اقوال و افعال میں فرق مراتب قائم کئے کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے جو اقوال منقول ہیں ان کی دو حیثیتیں ہیں ایک وہ جو منصب نبوت سے تعلق رکھتے ہیں۔ جن کے بارے میں ارشاد خداوندی ہے۔

مَا اٰتٰکُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْہُ وَ — جو رسول تمہیں حکم دیں اسے اختیار
مَا نَھٰکُمْ عَنْہُ فَانْتَھُوْا — کرو اور جس سے روکیں اس سے
(سورۃ الحشر) — رک جاؤ"

دوسرے وہ اقوال و افعال ہیں جو محض بحیثیت ایک بشر کے آپ سے صادر ہوئے جن کے متعلق آپ نے ارشاد فرمایا۔

انما انا بشر اذا امرتکم بشئ — میں ایک انسان ہوں جب تمہیں
من دینکم فخذوا بہ و — دین کے بارے میں کچھ بتاؤں تو
اذا امرتکم بشئ من رائی — اس پر عمل کرو اور جب اپنی رائے
فانما انا بشر (مشکوٰۃ صہ ۲۸) — سے کوئی حکم دوں تو میں انسان ہی

ہوں — یعنی دینی امور کے علاوہ دنیاوی معاملات میں میری رائے دیگر انسانوں کی طرح ایک رائے ہے۔ مخاطب کی مرضی ہے اس پر عمل کرے یا نہ کرے۔

حضرت عمرؓ نے جو یہ تفریق قائم کی اس کی وجہ یہ تھی کہ وہ بارہا اس کا مشاہدہ کر چکے تھے۔ مثلاً قیدیانِ بدر کے بارے میں رئیس المنافقین عبداللہ ابن ابی بن سلول کی نمازِ جنازہ پڑھنے کے بارے میں آپ کی رائے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف تھی۔ مگر آپ ﷺ نے اس پر ناراضگی کا اظہار نہیں فرمایا بلکہ تائید ایزدی بھی حضرت عمرؓ کے حق میں نازل ہوئی۔

دوسرا مرحلہ جو مجتہد کو پیش آتا ہے وہ یہ کہ آیا ہر چیز مان لی جائے خواہ اس کا روایت کرنے والا کوئی ہو۔ اس کے متعلق حضرت عمرؓ نے اصول قائم کیا کہ خبرِ واحد حجت ہے۔ لیکن ہر خبرِ واحد ہر مسئلہ میں حجت نہیں بلکہ اس کے لئے بھی تائیدی شہادت چاہئے۔ لیکن بعض مسائل ایسے ہوتے ہیں کہ وہاں خبرِ واحد ہی بغیر تائیدی شہادت کے کافی ہو جاتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ حضرت عمرؓ نے بعض مواقع پر صرف ایک شخص کی روایت پر اکتفا نہیں کیا بلکہ اس سے تائید بھی طلب کی۔ مقصد صرف یہ تھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف جھوٹی باتیں منسوب ہونے لگیں۔ کیونکہ یہ خیر کا زمانہ تھا اس میں جو بات بھی آپ کا نام لیکر کہی جاتی وہ قبولِ عام حاصل کرتی۔ اس لئے باقاعدہ اس کی طرف توجہ دی گئی اور اس طرح آپ نے حفاظتِ احادیث کے لئے اہم کام انجام دیا۔ یہ مطلب ہرگز نہیں تھا کہ آپ کو صحابی پر اعتماد نہیں۔ کیونکہ جب حضرت عمرؓ سے اس کی شکایت کی گئی کہ آپ نے صحابہ کو مشقت میں ڈالدیا تو آپ نے فرمایا میرا مقصد تمہیں تکلیف دینا نہیں بلکہ اپنا اطمینان کرنا تھا۔

وہ مسائل جن کی قرآن و سنت میں تصریح نہیں ان کے احکام معلوم کرنے کے لئے قیاس سے کام لیا جاتا ہے۔ قیاس کہتے ہیں صریح مسئلہ کے حکم کو غیر صریح مسئلہ کی طرف علت مشترک کی وجہ سے منتقل کرنا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعض اقوال کی روشنی میں باقاعدہ اسے اصول کی شکل دی۔ چنانچہ وہ ہدایت جو ابوموسیٰ اشعریؓ کی طرف لکھ کر بھیجی تھی جس کا ذکر پہلے کیا جا چکا ہے کہ "جو کتاب و سنت میں نہ ہونے کی وجہ سے جو مسئلہ دل میں کھٹکے اس کے ہم شکل و ہم صورت واقعات دریافت کرکے قیاس کرو اور جو رائے اللہ کو پسند اور حق سے زیادہ قریب ہو اسے اختیار کرو۔"

اس میں قیاس کی تعلیم ہے، قیاس کے لئے ایک شرط ہے کہ جس مسئلہ میں قیاس کیا جا رہا ہو وہ کتاب و سنت میں صراحت کے ساتھ بیان نہ ہو، کیونکہ وہ مسائل جن کی کتاب و سنت میں تصریح کردی گئی ہے ان میں قیاس نہیں کیا جاتا۔ اسی شرط کی طرف آپ نے اس جملہ "کتاب و سنت میں نہ پاؤ" سے اشارہ کیا۔

دوسری چیز جو قیاس میں ضروری ہے وہ یہ کہ اصول و فروع میں علت مشترک پائی جائے۔ اس کی طرف آپ نے اشارہ کیا اپنے اس جملہ سے "ہم شکل و ہم صورت واقعات دریافت کرو"

خلاصہ کلام یہ کہ حضرت عمرؓ نے قیاس و اجتہاد کے لئے اصول وضع کئے۔ اصول وضع کرنے کا مطلب یہ نہیں کہ باقاعدہ لکھ کر دیتے یا یہ بتاتے کہ یہ اصول ہے۔ بلکہ مسائل پر بحث و گفتگو کے درمیان بہت سی باتیں اور بہت سے مسائل بیان فرماتے۔ جن سے بہت سے اصول معلوم ہوتے، مثلاً ایک شخص نے آکر ان کی خدمت میں عرض کیا کہ میری بیوی کا آئینہ میرے غلام نے چرالیا ہے اس کا فیصلہ فرمائیے۔ آپ نے فرمایا "اس کا ہاتھ نہیں کاٹا جائیگا۔ کیونکہ تمہارا غلام تھا۔ اور تمہاری ہی چیز چرائی" (موطا امام محمد ص۳۰۱)

اس سے یہ اصول معلوم ہوا کہ چور کا ہاتھ کاٹنے کے لئے ضروری ہے کہ چور کا اس مال سے کوئی حق متعلق نہ ہو اور وہ مال محفوظ بھی ہو۔

اب ہم نمونے کے طور پر حضرت عمرؓ کے اجتہادات کی چند مثالیں بیان کرتے ہیں۔

(۱) حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں کسی نے شراب پی آپ نے اس کے لئے سزا تجویز فرمائی کہ اسے مار دلاؤ اور کچھ مارو پیٹو تو کسی نے جوتا مار دیا کسی نے کپڑا مارا کسی نے ہاتھ سے مارا۔ اور کسی نے زبانی عار دلائی۔ (ابوداؤد ص۶۱۵)

یعنی مستقل حد جاری نہیں کی۔ اسی طرح حضرت ابوبکر صدیقؓ کے زمانہ میں شراب پینے والے کو چالیس کوڑے لگائے جاتے۔ مگر حضرت عمرؓ کے عہدِ سلطنت میں جب فتوحات میں اضافہ ہوا تو شراب پینے کے واقعات کثرت سے پیش آنے لگے۔ آپ نے اس کی طرف خصوصی توجہ دی۔ اور صحابہؓ سے مشورہ کیا۔ حضرت علیؓ نے فرمایا شراب سے نشہ آتا ہے اور نشہ میں آدمی بیہودہ گوئی کرتا ہے اور پاک دامن لوگوں پر تہمت بھی لگا دیتا ہے۔

اور تہمت لگانے کی سزا اسّی کوڑے ہے لہٰذا اس کے لئے بھی اسّی کوڑے حد مقرر کی جائے۔ تو آپ نے شراب پینے والے کے لئے اسّی کوڑے سزا مقرر کی۔ (موطا امام محمد صفحہ ۳۱۱)

۲۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ مبارک میں مختلف اوزان کے دراہم رائج تھے۔ بعض دراہم وہ تھے جن کے دس دراہم کا وزن سات مثقال کے برابر تھا۔ بعض دراہم ایسے تھے جن کے دس دراہم کا وزن چھ مثقال کے برابر تھا اور بعض وہ جن کے دس دراہم کا وزن دس مثقال کے برابر تھا۔ زکوٰۃ ادا کرتے وقت اختلاف ہوتا دینے والے کی کوشش ہوتی کہ وہ دراہم دے جن کا وزن چھ مثقال کے برابر ہے اور لینے والے کی خواہش ہوتی کہ وہ دراہم لے جو دس مثقال کے ہم وزن ہیں حضرت عمرؓ نے اس اختلاف کو دیکھ کر فیصلہ فرمایا کہ ان سب کو جمع کرکے اوسط نکالا جائے، چنانچہ چھ، سات اور دس کو جمع کیا اکیس ہوئے۔ اور اکیس کو تین پر تقسیم کیا تو سات حاصل نکلا۔ تو فیصلہ فرمادیا کہ اب وہ دراہم معتبر ہونگے جن کے دس دراہم کا وزن سات مثقال کے برابر ہو۔

(رد المختار ج ۲ صفحہ ۲۹۵)

۳۔ حضرات صحابہ کرامؓ کے درمیان غسل کی ایک صورت میں اختلاف تھا۔ کہ اس صورت میں غسل واجب ہوتا ہے یا نہیں جمہور صحابہ کرام کی رائے تھی کہ غسل واجب ہوتا ہے جب کہ بعض انصار صحابہؓ کی رائے تھی کہ غسل واجب نہیں ہوتا دونوں فریق روایت سے استدلال کرتے تھے۔ حضرت عمرؓ نے تمام صحابہ کو جمع کیا اور فرمایا تم وہ لوگ ہو جنہوں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اقوال و افعال کو سنا اور دیکھا ہے۔ اگر تم اختلاف کرو تو بعد میں آنے والے جو تمہاری اتباع کریں گے ان کا کیا حال ہوگا۔

حضرت علیؓ نے فرمایا اگر آپ کوئی حتمی فیصلہ کرنا چاہتے ہیں تو ازواج مطہرات سے اس مسئلہ میں رجوع فرمائیے۔ مراجعت کرنے پر حضرت عائشہؓ نے فرمایا اس سے غسل واجب ہوتا ہے۔ تو آپ نے فیصلہ فرمایا کہ اس صورت میں غسل واجب ہوتا ہے آئندہ میں کسی سے نہ سنوں کہ غسل واجب نہیں ہوتا ورنہ اسے سزا دوں گا۔ (شرح معانی الآثار ج ۱ صفحہ ۴۱)

(مسئلہ کی صورت یہ تھی کہ زن و شوہر آپس میں ملیں اور انزال نہ ہو صرف دخول ہو)

۴۔ جس باندی سے مالک صحبت کرے اور اس سے بچہ پیدا ہو تو اس باندی کو ام ولد کہا جاتا ہے اس کی خرید و فروخت ہوتی تھی۔ حضرت عمرؓ نے اس کی خرید و فروخت کو ممنوع قرار دیدیا۔ کیونکہ جب اس سے بچہ پیدا ہوا تو یہ بچہ کی ماں بن گئی اور جب یہ شخص فوت ہوگا تو اس کی میراث بچے کو ملے گی۔ جس میں یہ باندی بھی شامل ہوگی تو گویا بچہ اپنی ماں کا مالک بنے گا۔ لیکن والدین کا کوئی مالک نہیں بنتا۔ یہی وجہ ہے اگر کوئی شخص اپنے والدین میں سے (جو غلام ہوں) کسی کو خریدلے تو وہ خریدتے ہی خودبخود آزاد ہوجاتا ہے۔ اس اعتبار سے اس باندی میں ایک قسم کی آزادی پیدا ہوگئی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اسی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا "اعتقها ولدها"۔ (اس کے بچے نے اسے آزاد کردیا) اور آزاد شخص کی خرید و فروخت ناجائز ہے۔ چنانچہ روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس باندی کا بچہ پیدا ہوجائے (اس کے سید سے) تو اب نہ اس کو فروخت کیا جائیگا نہ اس کا کوئی وارث بنے گا۔ سید اپنی زندگی میں اس سے فائدہ اٹھاتا رہیگا اس کے مرنے کے بعد وہ آزاد ہوگی!

(موطا امام محمد صفحہ ۳۴۲)

۵۔ مصارف زکوٰۃ میں ایک مصرف مؤلفۃ القلوب بھی تھا جس کا ذکر قرآن کریم میں موجود ہے۔

انما الصدقات للفقراء — بے شک صدقات فقراء مساکین
والمساکین والعاملین علیہا — ان پر جو عامل مقرر ہوں۔ اور
والمؤلفۃ قلوبہم (توبہ پ ۱۰) — مؤلفۃ القلوب کے لئے"۔

مؤلفۃ القلوب کی تین قسمیں تھیں۔ ایک وہ جو نئے مسلمان تھے اور ان کا اسلام پختہ نہیں ہوا تھا ان کو کچھ مال دیدیا کرتے تھے تاکہ وہ اسلام سے اعراض نہ کریں۔ یہاں تک کہ ان کا اعتقاد پختہ ہوجائے۔ دوسری قسم وہ کافر جو اچھی طبیعتوں کے مالک تھے ان کو اسلام کی طرف مائل کرنے کے لئے کچھ مال عطا کرتے تیسری قسم وہ کافر جو شریر قسم کے تھے مسلمانوں کو ان کے شر سے محفوظ کرنے کے لئے کچھ مال دیدیا کرتے تھے تاکہ وہ اپنی شرارتوں سے باز رہیں۔ (فتح القدیر ج ۲ صفحہ ۱۴)

چنانچہ مال غنیمت میں سے اقرع بن حابس اور عیینہ بن حصین کو سو سو اونٹ آپ نے دیئے

(تاریخ الفقہ الاسلامی ڈاکٹر یوسف موسیٰ صـ۶۲)

صفوان بن امیہ کہتے ہیں کہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سب سے زیادہ مبغوض تھے۔ لیکن آپ مجھے ہمیشہ مال عطا کرتے رہے۔ یہاں تک کہ وہ میرے لئے سب سے زیادہ محبوب ہو گئے (احکام القرآن للجصاص ج ۳ صـ۱۲۴)

حضرت ابوبکر صدیقؓ کے عہد خلافت میں اقرع بن حابس اور عیینہ بن حصین آئے اور ایک بے کار پڑی ہوئی زمین طلب کی کہ یہ ہمیں دیدی جائے۔ آپ نے ان کے نام لکھدی۔ اس وقت حضرت عمرؓ موجود نہیں تھے۔ انہوں نے یہ سوچ کر کہ حضرت عمرؓ سے بھی توثیق کرالیں۔ ان کی خدمت میں پہنچے انہوں نے کاغذ لے کر پھاڑ دیا اور فرمایا جب اسلام کو غلبہ حاصل نہیں ہوا تھا اسوقت کچھ دیدیا کرتے تھے اب اللہ نے اسلام کو عزت بخشی ہے اور تم لوگوں سے مستغنی کر دیا ہے اگر تم اسلام پر قائم رہتے ہو تو بہت بہتر ورنہ تمہارا فیصلہ تلوار کریگی

(فتح القدیر جلد ۲ صـ۱۵)

لوگوں کو اسلام کی طرف راغب کرنے اور مسلمانوں کو کفار کے شر سے محفوظ کرنے کے لئے یہ مال دیا جاتا تھا، اسلام کو عزت وشوکت حاصل ہو جانے کے بعد اس کی ضرورت نہیں رہی تو حضرت عمرؓ نے یہ حکم موقوف کر دیا۔

۶۔ ایک معرکۃ الآراء مسئلہ مال غنیمت اور مال فئے کی تقسیم ہے۔ مال غنیمت وہ مال ہے جو کفار سے لڑکر حاصل کیا جائے اس کے متعلق اللہ تعالیٰ نے سورۃ انفال آیت نمبر ۱، ۴۱ میں بیان کیا ہے۔ اور مال فئے وہ مال ہے جو کفار سے بغیر قتال وجنگ حاصل کیا ہو۔ اس کا ذکر سورۃ الحشر آیت نمبر ۶، ۷ میں کیا ہے مال غنیمت میں سے پانچواں حصہ نکال کر ۴/۵ حصے مجاہدین میں تقسیم کئے جاتے ہیں۔ جب کہ مال فئے پر حاکم وقت کو مکمل اختیار ہوتا ہے، کہ مسلمانوں کے مصالح اور ضروریات میں جہاں چاہے صرف کرے۔"

اگر قدرے جنگ کے بعد کفار مرعوب ہوکر صلح کی طرف مسارعت (جلدی) کریں اور مسلمان اسے قبول کرلیں۔ تو اس صورت میں جو اموال صلح سے حاصل ہوں گے وہ بھی مال فئے میں شمار ہوں گے۔

(تفسیر عثمانی صـ [illegible]، مطبوعہ مکتبہ رشیدیہ لاہور)

اسی طرح لاوارث کافر کا مال اور مرتد جو حالت ارتداد میں مرجائے کا مال اور جزیہ کا مال بھی فئے میں شمار ہوگا۔

(کشف الرحمٰن جلد ۲ صـ۴۷۲)

عام طور پر مال غنیمت اور فئے کا وہی حکم بیان کیا جاتا ہے جو اوپر مذکور ہوا۔ مگر علامہ شبیر احمد عثمانیؒ نے احکام القرآن کے حوالہ سے لکھا ہے کہ یہ (تقسیم کا حکم اموال منقولہ کا ہے۔ غیر منقولہ میں امام کو اختیار ہے کہ مصلحت سمجھے تو لشکر پر تقسیم کردے، اور مصلحت نہ سمجھے تو مصالح عامہ کے لئے رہنے دے (تفسیر عثمانی صـ [illegible])

یہی وجہ ہے کہ سوائے خیبر کی زمینوں کے اور کسی مفتوحہ علاقہ کے بارے میں ہمیں علم نہیں کہ اس کی زمینوں کو تقسیم کیا گیا ہو۔ حالانکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک میں اور علاقے بھی مفتوح ہوئے۔

جب عراق فتح ہوا اور اس کی زمینوں کی تقسیم کا مسئلہ آیا تو حضرت عمرؓ کی رائے تھی کہ ان زمینوں کو وہاں کے باشندوں کے ہاتھوں میں رہنے دیا جائے، اور ان پر جزیہ وخراج مقرر کیا جائے تاکہ وہ مسلمانوں کے مصالح عامہ پر خرچ ہو۔ جبکہ دوسرے صحابہ کی رائے تھی کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے فیصلہ اور قرآن کریم کے مطابق پانچواں حصہ نکال کر باقی کو مجاہدین پر تقسیم کر دیا جائے۔ ان کا کہنا تھا کہ یہ کیونکر ممکن ہے کہ جہاد کرنے والوں کا مال ان لوگوں پر تقسیم کیا جائے جو اسمیں شریک نہیں ہیں۔ صحابہ کرام سے مشورہ کیا تو انہوں نے بھی اختلاف کیا۔ حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ، حضرت زبیرؓ، حضرت بلالؓ کی رائے تھی کہ مجاہدین پر تقسیم کیا جائے۔ اور حضرت علیؓ، حضرت عثمانؓ، حضرت ابن عمرؓ کی رائے حضرت عمرؓ کے موافق تھی۔ جب یہاں بھی فیصلہ نہ ہو سکا تو آپ نے قبیلہ اوس وخزرج کے اشراف وبزرگوں میں سے پانچ پانچ کو بلایا اور انہیں جمع کرکے حمد وثناء کے بعد فرمایا میں بھی تمہاری طرح ایک انسان ہوں تمہیں اس لئے بلایا ہے کہ جس امانت کا بوجھ میں نے اٹھایا ہے اس میں تم بھی شریک ہو جاؤ۔ بعض لوگوں نے میری مخالفت کی، بعض نے موافقت، میں یہ

نہیں چاہتا کہ جو میں کہوں اس کی اتباع کرو۔ تم لوگوں کے پاس کتاب اللہ موجود ہے اس کی روشنی میں فیصلہ کرو۔ میں جو کہوں گا حق سمجھ کر کہوں گا" انہوں نے کہا فرمایئے ہم آپ کی بات غور سے سنیں گے۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا "میں نے ان کی بات سُنی۔ جو یہ خیال کرتے ہیں کہ میں ان پر ظلم کر رہا ہوں، خدا کی پناہ کہ میں کسی پر ظلم کروں! اگر یہ چیز ان کی ہوتی اور میں دوسروں کو دیتا تو بے شک یہ ظلم تھا۔ مگر میں دیکھ رہا ہوں کہ قیصر و کسریٰ کے ملک میں کوئی شہر ایسا باقی نہیں ہے جسے فتح کیا جائے۔ اللہ نے ہمیں ان کے مال اور زمینیں غنیمت کے طور پر دیدی ہیں۔ ان کے اموال سے خمس نکال کر باقی مجاہدین پر تقسیم کردیا اور میرا خیال ہے کہ ان تمام زمینوں کو تقسیم نہ کروں۔ بلکہ روکے رکھوں اور ان زمینوں پر خراج اور ان کی گردنوں پر جزیہ مقرر کردوں۔ جسے یہ ادا کرتے رہیں گے۔ اور یہ مال مسلمانوں اور ان کی اولاد کے لئے فئے ہوگا۔ کیا ان سرحدوں کو نہیں دیکھ رہے ان کے لئے ایسے مستقل آدمیوں کی ضرورت ہے جو ان کی حفاظت کریں۔ شام، مصر، کوفہ، بصرہ ان بڑے بڑے شہروں کا کیا ہوگا؟ ان کی حفاظت کے لئے باقاعدہ فوج کی ضرورت ہے۔ جو ہر وقت وہاں رہے ان کی تنخواہیں مقرر ہوں۔ اگر ان زمینوں کو بھی تقسیم کردیا جائے تو اتنا مال کہاں سے آئے گا۔" ان سب نے یہ سُن کر کہا کہ وہ آپ نے بہت اچھا فیصلہ سوچا۔ جو آپ کی رائے وہی ہماری رائے ہے۔ "اگر ان سرحدوں کی حفاظت نہ ہوسکے لئے فوج متعین نہ ہو تو تمام کفار اپنے شہروں میں واپس لوٹ آئیں گے۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا اب میرے لئے معاملہ بالکل واضح ہوچکا اور اس طرح باقی صحابہؓ نے بھی اس پر اتفاق کیا۔ اپنے اس فیصلہ کی تائید میں حضرت عمرؓ کو ایک آیت بھی مل گئی۔ چنانچہ تین روز بعد آپ نے فرمایا کہ مجھے ایک حجت مل گئی ہے۔ اور سورۃ حشر کی آیت نمبر ۶۔ ۷ تلاوت کی اس میں فئے کے مصارف کا ذکر ہے کہ یہ فقراء و مساکین و یتیموں کا حق ہے لیکن اللہ نے اسی پر اکتفا نہیں کیا۔ بلکہ آیت نمبر ۸ میں مہاجرین کا حق اور نمبر ۹ میں انصار کا حق بیان کیا۔ اور اسی پر بس نہیں بلکہ آیت نمبر ۱۰ میں قیامت تک آنے والے مسلمانوں کا حق بیان کیا۔

(تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو کتاب الخراج ص۲۳ تا ۲۵)

حضرت عمرؓ کا یہ انتہائی دانشمندانہ اقدام تھا اسمیں ایک طرف مسلمانوں کے مستقبل کی فکر تھی تو ایک طرف موجودہ لوگوں کے لئے دولت کے جمع اور اکتناز کا راستہ بھی بند کردیا تاکہ تمام دولت چند سرمایہ داروں کے ہاتھوں میں بند ہوکر نہ رہ جائے اور باقی لوگ فقیر و محتاج بن کر رہ جائیں جو معاشرہ کے لئے یقیناً مہلک صورت ہے۔

۲۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ مبارک میں گھوڑوں پر زکوٰۃ نہیں تھی۔ کیونکہ عرب میں گھوڑے بہت کم ہوتے تھے اور جو ہوتے تھے وہ بھی عام طور پر جہاد کے لئے ہوتے یا باربرداری کے لئے ہوتے تجارت کے لئے نہیں ہوتے تھے۔ اس لئے زکوٰۃ بھی نہیں لی جاتی تھی مگر جب کثرت سے فتوحات ہوئیں اور مال غنیمت میں گھوڑے بھی حاصل ہوئے۔ تو ان کی تجارت بھی ہونے لگی۔ تو دیگر تجارتی مالوں کی طرح حضرت عمرؓ نے ان پر بھی زکوٰۃ مقرر کی۔ چنانچہ سائب بن یزید کہتے ہیں میں نے اپنے والد کو دیکھا وہ گھوڑوں کی قیمت لگا کر حضرت عمرؓ کو ان کی زکوٰۃ دیا کرتے تھے۔

(شرح معانی الآثار ج ۱ ص۲۶۲)

حضرت انس بن مالک فرماتے ہیں حضرت عمرؓ عربی گھوڑوں سے دس درہم اور عجمی گھوڑوں سے پانچ درہم زکوٰۃ وصول کرتے تھے۔

(ایضاً)

۴۔ ابراہیم نخعیؒ بیان کرتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اس دنیا سے تشریف لے گئے اور صحابہ کرام کے درمیان تکبیرات جنازہ میں شدید اختلاف تھا۔ ایک کہتا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو چار تکبیرات پڑھتے ہوئے سنا ہے اور ایک بیان کرتا میں نے سات تکبیر پڑھتے سنا۔ ایک بیان کرتا کہ میں نے سنا آپ پانچ تکبیریں پڑھتے تھے۔ یہ اختلاف اسی طرح باقی رہا حتیٰ کہ ابوبکر صدیقؓ بھی اس دنیا سے تشریف لے گئے جب حضرت عمرؓ خلیفہ ہوئے اور یہ اختلاف دیکھا تو آپ پر یہ اختلاف بہت شاق گذرا۔ آپ نے تمام صحابہؓ کو جمع کرکے فرمایا، تم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب ہو اور آپ کے اقوال و افعال کے محافظ ہو اگر تم اختلاف کروگے تو بعد میں آنے والے تم سے زیادہ اختلاف کریں گے۔ اگر تم متفق ہوجاؤ گے تو بعد میں آنے والے بھی اتفاق کریں گے۔ لہٰذا مشورہ کرکے ایک بات پر اتفاق کرلو، اس طرح مشورہ اور گفتگو ہوتی رہی اور

اس پر سب کا اتفاق ہوا کہ عید الاضحیٰ اور عید الفطر کی طرح جنازہ میں چار تکبیریں ہوں گی۔ (شرح معانی الآثار جلد ا صـ۳۳۳)

(عید الاضحیٰ اور عید الفطر میں ایک تکبیر تحریمہ اور تین تکبیریں زائد ملا کر چار تکبیریں ہوتی ہیں)

۹۔ حضرت عائشہؓ بیان کرتی ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک رات لوگوں کو نماز (تراویح) پڑھائی۔ دوسری رات کو پہلی رات سے لوگ زیادہ جمع ہوگئے۔ تیسری اور چوتھی رات کو اس سے بھی زیادہ مگر آپ تشریف نہ لائے۔ جب صبح ہوئی تو آپ نے ارشاد فرمایا جو کچھ تم نے رات کے وقت کیا میں نے دیکھ لیا تھا مگر اس ڈر سے کہ تمہارے شوق کی وجہ سے یہ فرض نہ ہو جائے باہر نہیں آیا۔ (موطا امام محمد صـ۱۴۱)

بعد میں ہر ایک علیحدہ علیحدہ نماز پڑھتا رہا۔ ایک مرتبہ حضرت عمرؓ مسجد میں تشریف لائے ہر ایک کو علیحدہ نماز پڑھتے دیکھ کر آپ کے دل میں خیال آیا کہ کیوں نہ میں انہیں ایک قاری کے پیچھے جمع کردوں۔ چنانچہ عبدالرحمٰن بن قاری کہتے ہیں "رمضان کی ایک رات تھی میں حضرت عمرؓ کے ساتھ مسجد نبوی کی طرف نکلا تو دیکھا لوگ علیحدہ علیحدہ چند ٹولیوں میں بٹے ہوئے نماز پڑھ رہے ہیں اور ہر جماعت کو ایک شخص نماز پڑھا رہا ہے۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا خدا کی قسم میرا خیال ہے میں ان سب کو ایک قاری کے پیچھے جمع کردوں۔ یہ ان سب کے لئے بہتر ہوگا۔ پھر ان سب کو ابی بن کعبؓ کے پیچھے جمع کردیا۔ حضرت عبدالرحمان فرماتے ہیں دوسری رات میں ان کے ساتھ نکلا تو امام کے پیچھے نماز پڑھتے دیکھ کر خوش ہوئے اور فرمایا کتنی اچھی بدعت ہے۔

(موطا امام محمد صـ۱۴۲)

جو چیز حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہوئی اور جس خدشہ پر آپ نے اسے ترک کیا تھا۔ اس خدشہ کے ختم ہوجانے کے بعد حضرت عمرؓ نے اسے دوبارہ جاری کردیا۔

۱۰۔ قانون قصاص بیان کرتے ہوئے اسلام کا نظام عدل اللہ تعالیٰ نے بیان فرمایا۔

یا ایھا الذین اٰمنوا کتب علیکم القصاص فی القتلیٰ الحر بالحر والعبد بالعبد	اے ایمان والو! تم پر مقتولین کے بارہ میں قصاص فرض کیا گیا آزاد کے بدلے آزاد

غلام کے بدلے غلام عورت کے بدلے عورت۔

دوسری جگہ ارشاد فرمایا:۔

وکتبنا علیھم فیھا ان النفس بالنفس والعین بالعین والانف بالانف والاذن بالاذن والسن بالسن (مائدہ پ ۶)	اور ہم نے ان پر اس میں فرض کیا جان کے بدلے جان آنکھ کے بدلے آنکھ ناک کے بدلے ناک کان کے بدلے کان، دانت کے بدلے دانت۔

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس قانون میں مساوات اور برابری کو اسلام نے پیش نظر رکھا ہے، جو عدل و انصاف کا تقاضا ہے۔ لیکن قتل کی بعض صورتیں ایسی ہوتی ہیں جن میں اس مساوات کو قائم رکھنا مشکل ہو جاتا ہے، مثلاً دو یا اس سے زائد شخصوں نے مل کر کسی ایک آدمی کو قتل کیا ہے اب قصاص کی کیا صورت ہوگی اگر قصاص میں دونوں کو قتل کیا جاتا ہے تو مساوات نہیں، اور اگر کسی کو قتل نہیں کیا جاتا تو ایک مسلمان کا خون ضائع جاتا ہے۔ اور اگر دیت مقرر کیجائے تو بھی مسلمان کی وہ عزت و حرمت نہیں رہتی جو ہونی چاہیئے۔ اگر ایک کو قتل کیا جاتا ہے تو تعیین میں مشکل پیدا ہوتی ہے لہذا اس صورت میں بڑی مشکل پیش آتی ہے ایسا ہی ایک واقعہ حضرت عمرؓ کے عہد خلافت میں ہوا۔ کہ ایک عورت اور اس کے آشنا نے مل کر ایک لڑکے کو قتل کردیا جب معاملہ اس شہر کے گورنر یعلیٰ ابن امیہ کے پاس پہنچا تو انہوں نے حضرت عمرؓ کے پاس لکھ کر رائے دریافت کی۔ حضرت عمرؓ نے اس مسئلہ میں کچھ توقف کیا۔ تو حضرت علیؓ نے فرمایا آپ مجھے بتائیے کہ ایک جماعت اگر ایک اونٹ چوری کرتی ہے اور ہر فرد اس کا ایک ایک عضو لے لیتا ہے تو اس صورت میں آپ کیا حکم جاری کریں گے؟ آپ نے فرمایا کہ ایسی صورت میں ان سب کا چوری کے جرم میں ہاتھ کاٹا جائیگا۔ اس پر حضرت علیؓ نے فرمایا کہ یہاں بھی ایسا ہی معاملہ ہے۔ اس رائے سے حضرت عمرؓ نے اتفاق کیا اور حکم لکھ بھیجا کہ قصاص میں دونوں کو قتل کیا جائے

(تاریخ الفقہ الاسلامی صـ۹۵)

ان حضرات نے اس کی علت تلاش کی کہ قاتل کو قصاص میں کیوں قتل کیا جاتا ہے تو علت یہ معلوم ہوئی کہ قاتل نے جرم کیا کہ ایک محفوظ جان کو بلاوجہ ضائع کردیا۔ اور یہاں چونکہ اس جرم

میں دونوں برابر کے شریک ہیں لہٰذا دونوں کو قتل کیا جائے۔

۱۱۔ چوری کی سزا بیان کرتے ہوئے اللہ نے فرمایا۔

والسارق والسارقۃ فاقطعوا ایدیھما جزاءً بما کسبا نکالاً من اللہ ۔ (مائدہ پ) (۵) چوری کرنے والے مرد اور عورت دونوں کے ہاتھ کاٹ دو، یہ ان کے کئے کی سزا ہے خدا کی طرف سے عبرت کا سامان۔"

اور اس سزا میں کسی قسم کی رعایت نہیں رکھی گئی۔ لیکن حضرت عمرؓ کے زمانے میں ایک واقعہ پیش آیا۔ کہ حاطب کے غلاموں نے ایک مزنی کا اونٹ ذبح کر دیا۔ مقدمہ آپ کی عدالت میں پیش ہوا۔ آپ نے کثیر بن الصلت کو حکم دیا کہ چوری کے جرم میں ان غلاموں کا ہاتھ کاٹ دو، پھر آپ نے سوچا اور حاطب سے کہا کہ میرا خیال ہے کہ تم ان غلاموں سے کام لیتے ہو اور بھوکا رکھتے ہو (اس بات کے ثابت ہو جانے کے بعد) فرمایا خدا کی قسم میں تم پر سخت تاوان عائد کروں گا۔ مزنی سے پوچھا کہ اونٹ کی قیمت کتنی تھی؟ اس نے کہا کہ چار سو درہم سے کم نہیں تھی۔ تو آپ نے غلاموں کو چھوڑ دیا اور حاطب کو کہا کہ مزنی کو آٹھ سو درہم بطور تاوان ادا کرو۔"

(تاریخ الفقہ الاسلامی ص۵۱ ڈاکٹر یوسف موسیٰ)

حضرت عمرؓ نے جب اس معاملہ میں غور کیا تو معلوم ہوا کہ غلاموں کا کوئی جرم نہیں انہوں نے مجبور ہو کر اونٹ ذبح کیا اور حالت اضطرار میں دوسرے کا مال کھانا جائز ہو جاتا ہے۔ مگر مزنی کا کوئی قصور نہیں تھا کہ اس کا اونٹ مفت میں ذبح کیا جاتا اس لئے غلاموں کو سزا نہیں دی اور مزنی کو تاوان دوایا اور ڈبل دلوایا تاکہ آئندہ کسی کو اپنے غلاموں پر زیادتی کرنے کی جرأت نہ ہو۔ اس طرح آپ نے سب کے ساتھ انصاف کا معاملہ فرمایا۔

۱۲۔ اللہ تعالیٰ نے اہل کتاب (یہود و نصاریٰ) کی عورتوں سے نکاح کرنے کی اجازت دی فرمایا۔

والمحصنٰت من المؤمنٰت والمحصنٰت من الذین اوتوا الکتاب من قبلکم (مائدہ پ) اور حلال ہیں تمہارے لئے پاکدامن مومن عورتیں اور جن کو تم سے پہلے کتاب دی گئی ان کی پاکدامن عورتیں۔

لیکن حضرت عمرؓ کے عہد خلافت میں حذیفہ بن یمانؓ نے مدائن میں ایک یہودی عورت سے شادی کی۔ حضرت عمرؓ نے انہیں خط لکھا کہ اس عورت کو چھوڑ دو، جواب میں حذیفہؓ نے پوچھا کیا یہ حرام ہے؟ آپ نے لکھا کہ میں تجھے خدا کی قسم دیتا ہوں کہ میرے اس خط کے رکھنے سے پہلے اسے چھوڑ دے اگرچہ یہ حرام نہیں مگر مجھے ڈر ہے کہ دوسرے مسلمان تمہاری اقتداء میں یہودی عورتوں کے حسن و جمال کی بناء پر ان سے نکاح کرنے لگیں گے۔ اور مسلمان عورتوں پر انہیں ترجیح دیں گے۔ اور مسلمان عورتوں کے لئے یہ فتنہ کا باعث ہوگا۔

(کتاب الآثار مترجم امام محمد ص۹۱)

اہل کتاب کی عورتوں سے نکاح کی چونکہ قرآن نے اجازت دی ہے اس بناء پر اسے حرام تو نہیں کہا۔ مگر اس میں مفاسد بھی ہیں۔ اس لئے ان سے نکاح کو ناپسند کیا۔ اور سختی سے منع کیا۔ ان سے نکاح کرنا آجکل تو زیادہ فتنہ و فساد کا باعث ہے۔ ایک فتنہ تو یہی کہ مسلمان عورتیں بیٹھی رہ جاتی ہیں۔ دوسرا عظیم فتنہ یہ کہ آج کل یہود اور عیسائی اپنے مشن کے لئے مسلمانوں کو گمراہ کرنے کے لئے عورتوں کا باقاعدہ استعمال کرتے ہیں۔ مسلمان ان عورتوں سے شادی کرتے ہیں پھر یہ عورتیں انہیں آہستہ آہستہ اسلام سے برگشتہ کرنے اور ان کے ذہنوں کو تبدیل کرنے میں مصروف ہو جاتی ہیں۔ نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ وہ ان کے ہو جاتے ہیں۔ اگر ان کے نہیں ہوتے تو اسلام کے بھی نہیں رہتے

حضرت عمرؓ کے دور خلافت میں بھی بہت سی ایسی مثالیں ملیں گی کہ بہت سے امور فی ذاتہٖ اگرچہ برے نہیں تھے مگر بعد میں وہ کسی بڑے فتنے کا پیش خیمہ بن سکتے تھے۔ اس لئے آپ نے ان کی جڑ ہی کاٹ دی۔ مثلاً

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حدیبیہ کے مقام پر ایک درخت کے نیچے صحابہ کرام سے بیعت جہاد لی جسے بیعت رضوان کہا جاتا ہے تو یہ درخت متبرک سمجھا جانے لگا۔ حضرت عمرؓ نے یہ دیکھ کر صرف اس بناء پر درخت کٹوا دیا کہ اس میں غلو نہ ہونے لگے۔ اور اس کی عبادت کی جانے لگے۔ (الفاروق ص۲۵۵)

اسی طرح ایک مرتبہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مسجد میں نماز پڑھی۔ حضرت عمرؓ سفر حج سے واپس آ رہے تھے جب اس مسجد کے قریب پہنچے تو دیکھا کہ لوگ بے تحاشا اس مسجد

کی طرف دوڑنے لگے۔ آپ نے فرمایا اہل کتاب ان ہی باتوں کی بناء پر تباہ ہوئے۔ کہ انہوں نے اپنے پیغمبروں کی یادگاروں کو عبادت گاہ بنا لیا تھا یہ کہہ کر اس مسجد کو ڈھا دیا۔
(الفاروق ص۲۵۶)

اسی طرح یہ بات بھی ملاحظہ کی جا سکتی ہے کہ آپ نے ان تمام اسباب کی روک تھام کی جن سے غرور و تکبر پیدا ہو سکتا تھا۔ مثلاً حضرت ابی بن کعب جو جلیل القدر صحابی ہیں بہت سے لوگ ان سے ملنے گئے جب حضرت ابی بن کعبؓ مجلس سے اٹھے تو بہت سے لوگ ادب و تعظیم کے لئے ان کے ساتھ چلنے لگے اتفاق سے حضرت عمرؓ سامنے سے آنکلے اور یہ منظر دیکھ کر ابی بن کعب کو ایک کوڑا لگادیا وہ تعجب سے پوچھنے لگے یا امیرالمؤمنین خیر تو ہے فرمایا تمہیں معلوم نہیں یہ تابع کے لئے ذلت اور متبوع کے لئے فتنہ ہے۔
(الفاروق ص۲۳۶)

اسی طرح عرب کے اندر رواج تھا کہ شعراء لوگوں کی جا بجا ہجو اور مذمت کرتے تھے جس سے دوسرے کی ذلت ہوتی تھی اور اشعار کی وجہ سے یہ ہجو اور بدگوئی بہت جلد شہرت پا جاتی۔ حضرت عمرؓ نے اسے جرم قرار دیکر سزا مقرر کی۔ حطیئہ جو ہجو کا ماہر تھا اسے ہجو سے باز رکھنے کے لئے قید خانہ میں قید کر دیا اور اس شرط پر چھوڑا کہ وہ آئندہ کسی کی ہجو نہیں کریگا۔ (الفاروق ص۲۳۶)

اسی طرح عشقیہ اشعار کا بھی بہت رواج تھا اور باقاعدہ اپنے معشوقوں کا نام لیا جاتا تھا۔ جس سے بہت سے مفاسد پیدا ہوتے حضرت عمرؓ نے اس سے منع کیا اور فرمایا کہ آئندہ کوئی عشقیہ اشعار نہ کہے (الفاروق ص۲۳۶)

اسی سلسلہ کی ایک مثال یہ بھی ہے کہ حضرت عمرؓ نے سرداران لشکر کو حکم دیا کہ اگر کوئی سپاہی دارالحرب یا کفار کی جگہ کے قریب کسی جرم کا ارتکاب کرے تو اس پر سزا جاری نہ کی جائے۔ یہاں تک کہ وہ وہاں سے لوٹ آئیں۔ کیونکہ آپ پسند نہیں کرتے تھے کہ کسی کو سزا دیکر شیطان کو گمراہ کرنے کا موقع دیں اور وہ گمراہ کرکے اسے کفار کے ساتھ ملا دے۔ (کتاب الخراج ص۱۱۶)

مطلب یہ ہے کہ جرم کو معاف تو نہیں کیا جا سکتا مگر چونکہ کفار کے ساتھ مقابلہ ہے اس بات کا قوی احتمال ہے کہ انہیں معلوم ہو جائے اور یہ خیال کریں کہ یہ تو اپنے ہی آدمیوں کو سزا دیتے ہیں اور یہ سوچ کر ان کے دل جری ہو جائیں۔ اور یہ بھی ممکن ہے کہ اس شخص کو مسلمانوں کے خلاف بھڑکائیں تو اس میں مسلمانوں کا نقصان ہے۔ اور خود اس مجرم کا بھی نقصان ہو سکتا ہے۔ کہ شیطان کو اسے ورغلانے کا موقع مل جائے اور یہ شخص اسلام سے برگشتہ ہو کر کفار سے جا ملے۔ ان مفاسد کے پیش نظر سزا کو مؤخر کر دیا

یہاں پر حضرت عمرؓ کے تمام اجتہادات کا تذکرہ مقصود نہیں اور نہ ہی ہماری اتنی استطاعت ہے کہ ان سب کو ذکر کیا جائے اس کے لئے معلومات کا ذخیرہ اور کثیر وقت درکار ہے۔ بلکہ صرف چند مثالیں ذکر کرکے حضرت عمرؓ کا اجتہاد میں مقام اور آپ کی اس سلسلہ میں کوششوں کی طرف اشارہ کرنا مقصود ہے

بقیہ: خصائل نبویؐ

نیند ناقض وضو نہیں ہوتی۔ اس لیے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے وضو نہیں فرمایا اور اس کی وجہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ ارشاد فرمائی ہے کہ سونے کی حالت میں انبیاء علیہم الصلوۃ والسلام کی آنکھ سوتی ہے لیکن دل نہیں سوتا وہ جاگتا رہتا ہے اسی وجہ سے انبیاء علیہم السلام کا خواب بھی وحی ہوتا ہے کہ شیطان کے اثر سے وہ محفوظ ہوتے ہیں۔ وہ قصہ جس کی طرف امام ترمذی نے اشارہ کیا ہے۔ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اپنی خالہ کے گھر سونے کے متعلق ہے جو آئندہ باب کی پانچویں حدیث میں مفصل مذکور ہے۔ اس باب سے اس کو کچھ تعلق نہیں تھا اس لیے مصنف نے اس کو اختصاراً ترک کر دیا۔

بقیہ: قادیانی اور برطانوی نجومی

متعلق پیشگوئی کی کہ شاہی محل میں اس کا قتل ہوگا۔ اور اس سلسلہ میں زہر۔ خنجر اور گولی تینوں چیزیں استعمال کی جائیں گی۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ اور یہ واقعہ دنیا کے لئے ایک افسانہ بن گیا۔

بقیہ اسٹیٹ لائف

کالعدم (LAPSED) ہونے کی تعداد ۲۵ فیصد سے بھی بڑھ گئی ہے جس کا اعتراف کارپوریشن کے ایک حالیہ سروے میں بھی کیا گیا ہے۔ جبکہ ایک محتاط اندازے کے مطابق ۶۰ فیصد پالیسیاں ایک سال کے عرصے میں کالعدم ہو جاتی ہیں۔

اب ذرا اخراجات کے اعداد و شمار پر نظر ڈالئے۔

(الف) ایجنسی کو کمیشن کی صورت میں ادائیگی ۳ کروڑ ۶ لاکھ ۹۳ ہزار (۷۴ء-۱۹۷۳ء) ۸ کروڑ ۹۶ لاکھ ۴۴ ہزار (۱۹۸۲ء) اور ۱۱ کروڑ ۳۱ لاکھ ۸۵ ہزار (۱۹۸۳ء)۔

(ب) الاؤنس و کمیشن کی صورت میں جو تنخواہیں اور مندرجہ بالا کمیشن کے علاوہ ہیں۔ ایک کروڑ ۶۹ لاکھ ۵۱ ہزار (۷۴ء-۱۹۷۳ء) ۷ کروڑ ۹۷ لاکھ (۱۹۸۲ء) ۱۰ کروڑ ۴۹ لاکھ (۱۹۸۳ء) یہ اخراجات صرف اور صرف پاکستان کے کاروبار پر ہیں۔ یہ اخراجات تو وہ ہیں جو رپورٹ پر ہیں۔ جبکہ صورت حال یہ ہے کہ لاکھوں روپے اس کے علاوہ ہیں جو ایجنٹوں پر خرچ کئے جاتے ہیں۔

۱۹۷۴ء میں یہ اخراجات ۵۵ فیصد تھے۔ جو ۱۹۸۲ء میں ۹۱ فیصد اور ۱۹۸۳ء میں ۹۶ فیصد ہو گئے۔ اس وقت کارپوریشن کے اخراجات جو رپورٹ میں بتائے گئے ہیں وہ ۴۳ فیصد ہیں۔ اور تجدیدی اخراجات ۲۷ فیصد ہیں۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ کارپوریشن نیا پریمئم حاصل کرنے کے لئے اس پریمئم سے کہیں زیادہ خرچ کرتی ہے۔ ایک محتاط اندازے کے مطابق کارپوریشن ۱۰۰/- روپے کا پریمئم حاصل کرنے کے لئے ۱۳۰ روپے خرچ کرتی ہے۔ انتظامی اخراجات جس کی ایکٹ کے تحت اجازت ہے وہ سال اول کے پریمئم ۹۰ فیصد اور تجدیدی پریمئم کا ۱۵ فیصد ہیں۔ لیکن کارپوریشن نے پریمئم کے صحیح اعداد و شمار کو بڑی چالاکی سے چھپا رکھا ہے۔

کچھ اخراجات کا تقابل ملاحظہ کیجئے۔

	۱۹۷۴ء	۱۹۸۲ء	۱۹۸۳ء
ڈیٹا پروسیسنگ مشین حاصل کی گئی	۱۶ لاکھ ۶۶ ہزار	۸ لاکھ ۴۴ ہزار	۸ لاکھ ۹۰ ہزار
اشتہارات و پبلسٹی	۱۸ لاکھ ۶۰ ہزار	۱۰ لاکھ ۹ ہزار	۴۴ لاکھ ۱۲ ہزار
سفری اخراجات	۳۵ لاکھ ۱۵ ہزار	۴۹ لاکھ ۳۵ ہزار	۴۶ لاکھ ۱۳ ہزار

حکومت نے کارپوریشن کے اخراجات کو کم کرنے کے لئے ایک کمپیوٹر درآمد کرنے اور اس کے ذریعے آمدنی حاصل کرنے کی بھی اجازت دی تھی لیکن یہ ایک دلچسپ امر ہے کہ کمپیوٹر کے ذریعے پالیسی ہولڈرز کی خدمت کرنے اور اخراجات میں کمی ہونے کے بجائے کمپیوٹر اسٹاف اور اسٹیشنری پر اخراجات میں بہت زیادہ اضافہ ہو گیا ہے، ٹریولنگ کے اخراجات اور پبلسٹی کے اخراجات میں بھی زبردست اضافہ ہوا ہے، ڈائریکٹرز اور ان کے منظور نظر افراد اندرون و بیرون ملک متواتر چکر لگاتے رہتے ہیں۔ کارپوریشن کے ایک ڈائریکٹر جو قادیانی ہیں دو بیویاں رکھتے ہیں ایک لاہور میں اور ایک کراچی میں۔ انہوں نے دونوں جگہ اسٹیٹ لائف کے مکان اور گاڑیوں پر قبضہ کیا ہوا ہے یہ مہینہ میں دو بار کراچی سے لاہور کا چکر لگاتے ہیں جب کہ کارپوریشن کے ایک ڈائریکٹر اپنی ملازمت میں تو سیع کے لئے اکثر و بیشتر اسلام آباد کا چکر لگاتے رہتے ہیں۔ اور ہزاروں روپے اپنے پروجیکشن اور پبلسٹی پر خرچ کرتے ہیں۔

کارپوریشن میں قادیانیوں کی سرگرمیاں بھی اپنے عروج پر ہیں — کارپوریشن کے ایک ایگزیکٹو ڈائریکٹر ایک اسسٹنٹ جنرل منیجر ایک زون کے سربراہ قادیانی ہیں۔ اس کے علاوہ ملتان میں حال ہی میں دو قادیانیوں کو براہ راست منیجر رکھا گیا ہے۔ ایک قادیانی کو گروپ کے شعبہ کا انچارج بنا کر دبئی بھیجا ہوا ہے۔ مبینہ طور پر کارپوریشن کے رئیل اسٹیٹ کے شعبہ میں بھی آج کل زبردست بدعنوانیاں ہو رہی ہیں۔ اور بڑے پیمانے پر کارپوریشن کی کروڑوں روپے کی مالیت کی جائیداد اونے پونے فروخت کی جا رہی ہے۔ حال ہی میں ٹیپو سلطان روڈ کا ایک پلاٹ ۵ لاکھ روپے میں فروخت کیا گیا جو خریدنے والی پارٹی نے فوری طور پر ۱۵ لاکھ روپے میں فروخت کر دیا۔ ملیر کی کروڑوں روپے کی اراضی صرف ۱۵ روپے مربع گز فروخت کی جانے کی کوشش کی جا رہی ہے۔ جب کہ یہ زمین ساڑھے تین سو روپے مربع گز کی مالیت کی ہے۔ جائیداد کی بڑے پیمانے پر فروخت اور دیگر بدعنوانیاں اس بات کی متقاضی ہیں کہ اسٹیٹ لائف کے معاملات کی فوری طور پر تحقیقات کرائی جائے۔

قابل اعتراض تقاریر کرنے پر چار افراد کیخلاف مقدمہ

سیالکوٹ (نمائندہ جنگ) سیالکوٹ سٹی پولیس نے ختم نبوت یوتھ فورس کے کنونشن میں حکومت کے خلاف قابل اعتراض تقاریر کرنے کے الزام میں بار ایسوسی ایشن کے صدر چوہدری محمد اسماعیل۔ مجلس عاملہ تحفظ ختم نبوت کے جنرل سیکرٹری مولانا مفتی مختار احمد نعیمی، مولانا سید عارف حسین شاہ اور ختم نبوت یوتھ فورس کے مرکزی کنوینر شجاعت علی مجاہد کے خلاف ۱۶ ایم پی او کے تحت مقدمہ درج کر کے شجاعت علی مجاہد کو گرفتار کر لیا۔ (روزنامہ جنگ کراچی ۲۴ ستمبر ۱۹۸۴ء صفحہ ۱)

بقیہ ابتدائیہ

کرو، امید ہے کرم کا جواب ہو

واطیعوا اللہ ورسولہ ولا تنازعوا فتفشلوا وتذھب ریحکم واصبروا ان اللہ مع الصابرین (الانفال)

اور اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کیا کرو، اور نزاع مت کرو ورنہ کم ہمت ہو جاؤ گے، اور تمہاری ہوا اکھڑ جائے گی۔ اور صبر کرو، بے شک اللہ تعالیٰ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے

مسلمانوں کو یہ حقیقت پیش نظر رکھنی چاہئے کہ ان کی فتح و کامرانی کا معیار محض سازو سامان کی فراوانی اور ان کی تعداد کی کثرت پر نہیں۔ بلکہ حق تعالیٰ شانہٗ کی نصرت و معیت پر ہے

ان ینصرکم اللہ فلا غالب لکم وان یخذلکم فمن ذالذی ینصرکم من بعدہ وعلی اللہ فلیتوکل المؤمنون ۔ (آل عمران: ۱۶۰)

اگر حق تعالیٰ تمہارا ساتھ دیں تو تم سے کوئی نہیں جیت سکتا۔ اور اگر تمہارا ساتھ نہ دیں تو اس کے بعد کون ہے جو تمہارا ساتھ دے اور صرف اللہ تعالیٰ پر ایمان والوں کو توکل کرنا چاہئے۔

حق تعالیٰ شانہٗ کی نصرت و معیت حاصل کرنے کے لئے ضروری ہے کہ اپنی غلطیوں کی اصلاح کی جائے، گناہوں سے سچی توبہ کی جائے۔ حقوق اللہ و حقوق العباد کی ادائیگی کا اہتمام کیا جائے۔ اور حق تعالیٰ شانہٗ کی بارگاہ میں دعا و التجاء کی جائے۔

محمد یوسف لدھیانوی

اللہ تعالیٰ ان چھ چیزوں کو ناپسند کرتا ہے

(۱) اونچی آنکھیں (۲) جھوٹی زبان (۳) وہ ہاتھ جو بے گناہ کو تکلیف پہنچائے۔ (۴) وہ دل جو برے منصوبے باندھتا ہے۔ (۵) وہ پاؤں جو جلد برائی کی طرف دوڑتے ہیں (۶) وہ گواہ جو جھوٹ بولتا ہے اور وہ جو بھائیوں کے درمیان جھگڑے برپا کرتا ہے۔

کم بولنا حکمت ہے۔ کم کھانا صحت ہے، کم سونا عبادت ہے اور عوام سے کم ملنا عافیت ہے۔

ضائع ہے وہ عالم جس سے علم کی بات نہ پوچھیں، وہ ہتھیار جس کو استعمال نہ کیا جائے۔ وہ مال جو کار خیر میں خرچ نہ کیا جائے وہ علم جس پر عمل نہ کیا جائے، وہ مسجد جس میں نماز نہ پڑھی جائے

ڈنمارک

کوپن ہیگن سے ایک خط

روزانہ ٹی وی پر قادیانیوں کے انٹرویو نشر ہوتے ہیں

کوپن ہیگن

۴-۹-۱۹۸۴ء

محترمی جناب مولانا عبدالرحمٰن صاحب

ناظم اعلیٰ مجلس تحفظ ختم نبوت کراچی

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔ امید ہے مزاج گرامی بخیر ہوگا۔ ہفت روزہ ختم نبوت ملا۔ پڑھ کر بہت ہی خوشی ہوئی انشاء اللہ ہم مستقل خریدار بن گئے اور دوسروں کو بھی ترغیب دیں گے!

حقیقت یہ ہے کہ ہمیں قادیانیت کے خلاف عربی، اردو اور انگریزی تینوں زبانوں میں لٹریچر کی انتہائی ضرورت ہے، یہاں کوپن ہیگن میں قادیانیوں کا ایک مرکز ہے، اور اب تو کافی لوگ سیاسی پناہ گزینوں کی حیثیت سے یہاں اور پڑوسی ملک سویڈن میں آگئے ہیں۔ روزانہ ٹی وی پر ان کے انٹرویو نشر ہوتے ہیں۔ اس کے علاوہ مرزا طاہر کے کافی کیسٹ بھی لوگوں کے پاس ہیں اور گھر گھر تقسیم ہوتے جا رہے ہیں۔

ہم اپنی طرف سے انتہائی کوشش کرتے ہیں کہ یہ فتنہ یہاں نہ پھیلے۔ آپ بھی ہماری مدد فرمادیں۔ آپ کے پاس عربی، اردو، انگریزی میں جتنا بھی لٹریچر بھی میسر ہو آپ بے شک بل بنا کر بھیجدیں۔ ہم بذریعہ چیک بھیجدیں گے۔ اس کے ساتھ ساتھ جتنے بھی نئے مواد چھپتے ہیں، ہمیں ضرور یاد فرمائیں۔ اور دعاؤں میں یاد فرمائیں۔

والسلام

آپ کا بھائی

محمد ادریس امام مرکز

قطعات

در مدحِ سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ

بنے ہیں ملک عدالت کے تاجدار عمرؓ
جہاں میں گلشنِ اسلام کی بہار عمرؓ
صدائے حق و صداقت شکوہِ دینِ مُبیں
کتاب خلقتِ ہستی کا شاہکار عمرؓ

❁

امت میں بڑے بعد ابوبکرؓ عمرؓ ہیں
اللہ کے محبوبؐ کے محبوبِ نظر ہیں
کیا شان ہے فاروق کی اللہ رے قسمت
دامادِ علیؓ کے ہیں پیمبرؐ کے سُسر ہیں

❁

بخشی ہے تجھے قادرِ مطلق نے یہ عظمت
وابستہ تری ذات سے تھی دین کی شوکت
تجھ کو یہ بشارت ملی آقا کی زبانی
گر ختم نہ ہوتی تو تجھے ملتی نبوت

❁

راضی تھے شہِؐ دیں تری ہر ایک ادا سے
کمتر ہے فلک بھی تری خاکِ کفِ پا سے
آقا کو ترے تجھ سے تھی کس درجہ محبت
مانگا تھا دعاؤں میں تجھے اس نے خدا سے

WEEKLY **Khatme-Nubbuwat** KARACHI
Registered S. No. 3220

تیسری

کُل پاکستان تحفظِ ختمِ نبوّت

کانفرنس

مسلم کالونی ربوہ

۱۲-۱۳ اکتوبر ۱۹۸۴ء
۱۶-۱۷ محرم الحرام ۱۴۰۵ھ

بروز جمعہ ہفتہ

- ترمیم ۱۹۷۴ء
- صدرِ مملکت کا قادیانیوں سے متعلق حالیہ آرڈیننس
- وفاقی شرعی عدالت کا تاریخ ساز فیصلہ
- قادیانی سربراہ مرزا طاہر کا ملک سے فرار
- مولانا اسلم قریشی کی بازیابی میں غیر معمولی تاخیر
- ایسے اہم عنوانات پر عالم اسلام کے عظیم راہنما۔ زعمائے ملت۔ علما۔ سجادہ نشین حضرات اہل اسلام کے اس عظیم اجتماع سے **خطاب** فرمائینگے

رابطہ کیلئے

ملتان ۷۶۳۳۸ ۳۲۲۳۱ فیصل آباد ۳۳۷۱۰ ۲۲۷۰۰
ربوہ ۴۶۶۔ اسلام آباد ۸۲۹۱۸۶
کراچی: ۷۱۱۶۷۱
گوجرانوالہ ۷۵۶۵۶

دفتر مجلس استقبالیہ کُل پاکستان ختمِ نبوّۃ کانفرنس ربوہ ضلع جھنگ

یونس دفتر کتابت بھوانہ بازار فیصل آباد